إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

بحمد اللہ الملک العلام کہ درین ایام برکت التیام

رسالۂ ہدایت انضمام مفید خاص و عام موسوم بہ

حصۂ اوّل

شریعۃ الاسلام

تالیف فاضل مجد جناب مولانا مولوی السیّد محمد صاحب قبلہ ممتاز الافاضل

دام معالیہ ابن سرکار شریعتمدار آقا نجم العلما دام ظلہ العالی

بار دوم

۱۳۲۵ھ

باہتمام احقر الزمن سیّد نور الحسن مالک مطبع

در مطبع نور المطابع لکھنؤ طبع شد

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الإِسلَام

بحمد الله الملک العلام که درین ایام برکت التیام

رسالۂ ہدایت انضمام مفید خاص و عام موسوم به

حصۂ اوّل

شرایع الاسلام

تالیف فاضل مجد جناب المولوی السیّد محمد صاحب قبلہ

دام معالیہ لدسرکار شریعتمدار آقا نجم العلما دام ظلہ العالی

باہتمام احقر الزمن سید نورالحسن مالکِ مطبع

در مطبع نور المطابع لکھنو مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ محمد وآلہ الطاہرین ۵

جو شخص عقل و فہم رکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ اس دنیا مین ایک وقت اُسکا نام و نشان بھی نہ تھا پھر کسی با اثر قوت نے اُسکو عدم کے پردے سے نکال کر ہستی کے لباس سے آراستہ کر دیا۔

اور یقینی بات ہی کہ یہ کام خود اُسکا نہین ہے اسلیے کہ بحالت عدم کسی مین کسیطرح کی قدرت نہین ہوتی اور وجود کی حالت مین اپنی ذات کو موجود کرنا بے معنی ہے اور اِسی کو تحصیل حاصل کہتے ہین جو محال ہے۔

اِس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اِسکا وجود کسی دوسرے کی تاثیر سے ہوا ہے پھر وہ مؤثر (اثر کرنے والا) اگر اِسی کے مثل ہے یعنی وہ بھی کسی دوسرے کے اثر سے پیدا ہوا ہے تو اُسکے وجود مین بھی یہی کلام ہوگا یہانتک کہ بالضرور ماننا پڑے گا کہ اِسکی ذات کے علاوہ اور مغائر اور اُس سے بالاتر کوئی مافوق العادۃ چیز ہے جسنے اس شخص کو معدوم سے موجود کیا۔

اِس حد تک پہونچکر اُس وجود مین لانے (پیدا کرنے) والی چیز کی تشخیص مین

اختلاف پڑگیا کہ وہ کیا ہی؟

کسی نے کہا کہ وہ نیچر (طبیعت) ہی۔ کوئی کہتا ہے کہ دہر ہے۔ کوئی کہتا ہی کہ مادّہ ہے جو سب مین پایا جاتا ہے۔ کسی نے دو چیزون کو خالق مانا اور کسی نے تین چیزون کو کسی نے اِس سے بھی زیادہ کو۔ کوئی قائل ہوا کہ ایک ایسی ذات ہی جو اِن سب سے منزّہ و مبرّا ہے اور تمام کمالات اُسمین پائے جاتے ہین اور جملہ نقائص سے بَری ہے اور وہ ایسا صاحبِ قدرت و اختیار ہے جسنے مادّہ کو بھی پیدا کیا ہے اور نیچر (طبیعت) کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہی دہر کا خالق ہی۔ وہ قدیم بالذات ہی کیسیکو اُسکے قِدم مین شرکت نہین۔ وہ وحدہٗ لاشریک (یکتا) ہی۔ وہ قادر ہے جسکی قدرت سے کوئی مقدور چیز خارج نہین اور نامِ پاک اُسکا "اللہ" ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو لوگ نیچر (طبیعت) یا مادّے کو خالِق عالم سمجھے وہ نہ کیسیکو معبود سمجھتے ہین نہ کیسیکی عبادت و اطاعت کے قائل ہین۔

جنھون نے واجب الوجود ذات کو خالِق عالم مانا خواہ تنہا خواہ اُسکے ساتھ کیسیکو شریک مان کر وہ لوگ "**اہل مذہب**" کہے جاتے ہین۔ اُن مین کا ہر ایک فرقہ ایک خاص عقیدے کا اعتقاد رکھنے والا اور ایک خاص طرح کی عبادت کا پابند اور ایک خاص شریعت کا پیرو ہے اور ہر ایک فرقہ کا ایک خاص نام ہے۔

سب سے پہلے ہمین یہ مرحلہ طے کرنا ہوگا کہ عقل کے نزدیک مذہب کی پابندی مین نجات کی توقع ہے یا مذہبی قیود سے آزاد رہنے مین۔؟

[illegible] ہے کہ جبتک کسی قوم کیلئے کوئی
بادشاہ اور قانون سیاسی نہو (جو اُسے مفاسد سے بچاتا رہے اور مصلحت کا پابند رکھے) اُسوقت تک وہ قوم امن و امان کے ساتھ زندگی نہین بسر کرسکتی اور اُنکے مال وجان و آبرو خطرے سے محفوظ نہین رہ سکتی۔

لیکن اِس انتظام کا اثر مخفی امور تک نہین پہونچتا مثل اِسکے کہ کوئی چھپکر کسیکو قتل کرڈالے یا کسی کا مال چرالے یا کسی کے ناموس کی پردہ دری کرے یا دیگر جرائم قانونی کو کسی مکان مین بند ہوکر بجالائے تو بادشاہ و قانون اُسکے حق مین سب بیکار ہوگیا اور حقیقی امن و امان حاصل نہوئی لہٰذا عقل و اہل عقل کے نزدیک ایک ایسے سلطنتی نظام کی ضرورت لازم ہوئی جسکا اثر ظاہر و باطن دونون پر پڑے اور اُسکی ہیبت خلوت و تنہائی مین بھی اُسی طرح ہو جسطرح ظاہری مقامات مین ہوتی ہے بلکہ کبھی زیادہ۔ اور اس نظام (قانون) کے مالک و مدبّر کو ہر طرح کی جزا اور سزا پر اقتدار اور ہر جزئی وکلّی امور کے اسرار پر واقف تسلیم کیا جائے۔ یہ امور بغیر مذہب کی پابندی کے حاصل نہین ہوسکتے۔

انسان کو جسطرح ارتکاب جرائم کے وقت قانون سلطنت ظاہری امور مین روکتا ہے اُسی طرح پابند مذہب کو ظاہری و باطنی جرائم کے ارتکاب سے مذہبی قانون مانع رہتا ہے۔

جو مذہب کا پابند نہین نہ اُسکے افعال پر اعتماد ہوسکتا ہے نہ معاملات پر اُسکے وثوق۔

بغیر مذہبی پابندی کے نہ تو نسب محفوظ رہ سکتا ہے نہ رشتہ قرابت ومحبت پر بھروسہ نہ دشمنی کا اعتبار ہوسکتا ہی۔ نہ بادشاہ مطمئن ہوسکتا ہے نہ رعیت۔ اگر اب بھی مذہبی پابندی کی خوبی مین شک رہ گیا ہو تو ایک ولیِ خدا جامع امور حکیمہ کا قول ملاحظہ ہو جو ایک دہریے سے ارشاد ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ " اے دہریے اگر تیرا قول صحیح ہی اور معبود وعبادت جزا وسزا۔ حشر ونشر۔ جنت ونار کچھ نہین ہی تو اسیقدر فرق ہو گا کہ ہماری زحمت مذہبی پابندی کی فضول وبیکار ہوئی اور بعد موت ہم اور تم دونون نابود وفنا ہوکر مساوی ہو جائینگے لیکن اگر ہمارا قول صحیح ہے اور امور مذکورہ واقعی ہین تو بتا کہ تیرا کیا انجام ہو گا۔؟

نتیجہ یہ ہے کہ پابندی مذہب مین کچھ زحمت تو ضرور ہے اور راحت و آزادی مین کچھ خلل بھی ضرور پڑتا ہے لیکن بہت بڑے ضرر مظنون سے تحفظ ہے اور لامذہبی مین خطرہ موجود ہے اور عقل سلیم بتاتی ہی کہ ہر ضرر مظنون سے تحفظ واجب ولازم ہے لہذا ثابت ہوا کہ لامذہبی قبیح ہی اور اسمین ضرر ہے جس سے بچنا عقلاً واجب و لازم ہی۔

جب مذہب کی خوبی عقل سے ثابت ہوگئی تو ایک دوسرا مرحلۂ عظیم پیش آتا ہے کہ دنیا مین مذاہب بکثرت ہین اور ہر صاحب مذہب اپنے ہی مذہب کو صحیح کہتا ہے اور دوسرون کو باطل۔

پس مذہب اختیار کرنے کے بعد بھی یہ اشتباہ رہجاتا ہی کہ شاید کوئی دوسرا مذہب صحیح ہو اور جسکا مین پابند ہون یہ باطل ہو اور مواخذے کا اندیشہ

بدستور قائم رہتا ہے۔

اِس کھٹکے کے دور کرنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے کچھ اصُول ہوتے ہین جنپر اُسکا دار و مدار ہوتا ہے اور کچھ فروع ہوتے ہین جو اصُول کے تسلیم کرنے کے بعد قابل عمل ہوتے ہین۔ اُن اصُول کو عقل کی میزان مین جانچ لینا چاہیے اور جس مذہب کے اصُول اِس ترازو مین پورے اُترین اور سنجیدہ اور بے عیب نظر آئین اُسیکو حق مانا جائے۔ اِسکے بعد فروع مین چون و چرا کرنا بالکل لغو اور فضول رہجائیگا اور اُن سبکو بغیر حجّت و تکرار کے مان لینا پڑیگا

اسلام اور دیگر مذاہب کے اصُول کا مقابلہ

اِسوقت ہم اسلام کو ایک جانب رکھتے ہین اور دیگر مذاہب عالم کو ایک جانب اور اسلام کے اصُول کو میزان عقل مین بمقابلۂ دیگر مذاہب کے جانچتے اور اصُولِ اِسلام کو بموجب طریقۂ فرقۂ امامیہ تحریر کرتے ہین اِسلیے کہ دوسرے اِسلامی فرقون کا طریقہ اِس باب مین صاف نہین جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا۔ پھر سب سے مقدم خالق و معبود کے اعتقاد پر نظر ڈالتے ہین اور اُسکی ذات و صفات کی تحقیق کرتے ہین۔

اِسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ عالم کے لیے اُسکا پیدا کرنے والا ضروری ہے کہ تمام کائنات کی خلقت اُسی کیطرف منسوب ہے اور صنائع و بدائع حکمت تناسب ترتیب تالیف سے پورا پتہ ملجاتا ہے کہ دنیا کی پیدائش بخت و اتفاق

سے نہین ہوئی اور نہ یہ لاشعور طبیعت کا نتیجہ ہے بلکہ ایسی کسی موجود ذات کی
قدرت کا نمونہ اور اثر ہے جو واجب الوجود ہے اور جبتک ایسی ذات موجود
نہو کوئی چیز وجود مین نہین آسکتی - پس دنیا مین ہزارہا چیزین جب موجود ہین
تو ثابت ہوا کہ اُنکا پیدا کرنے والا بھی ضرور موجود ہی جسنے اپنی قدرتِ کاملہ
سے سارے جہان کو پیدا کیا ہے -

نیز اسلام کا یہ بھی عقیدہ ہی کہ وہ خالق وحدہٗ لاشریک ذات ہی جو جمیع کمالات
سے متصف اور جملہ قبیح امور سے منزّہ ہی - جسم اور لوازم جسم سے مبرّا ہی - عالم
قادر - حکیم - صادق - حی - قدیم ہے -

دیگر مذاہب مین بعض تو اس عقیدے کو مانتے ہین اور بعض اختلاف رکھتے
ہین اِسطرح کہ کوئی تو خدا کو جسمانی صفتون سے متصف مانتا ہی اور کوئی اُسکو
چند فردون کا مجموعہ قرار دیتا ہے اور کوئی حلول[لہ] کا قائل ہی - ہر قول کی
تردید کے لیے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہی لہذا ہم توحید کی دلیل پر
اکتفا کرتے ہین جس سے دیگر اقوال خود ہی باطل ہو جائینگے -

دلیل توحید

خالقِ عالم کا قدیم بالذّات اور واجب الوجود ہونا ضروری ہے ورنہ اُسکے لیے
دوسرا خالق ماننا پڑے گا اور قدیم بالذّات اور واجب الوجود بالذّات ایک سے
زائد ممکن نہین بلکہ عقلاً محال ہے اسلیے کہ اگر معبود و خالق عالم ایک سے
زیادہ ہون تو لازم ہے کہ ہر ایک اُنمین سے ہر جہت سے کامل ہو اور اس
صورت مین ایک دوسرے کا تحتِ حکم ہو گا یا نہ ہو گا - پہلی صورت

[لہ] کسی چیز کا کسی چیز مین سما جانا ۱۲

مین دوسرا (ماتحت) خدائی کے قابل نہ رہے گا کیونکہ دوسرے کا ماتحت
ہونا نقص اور عجز ہے۔

دوسری صورت مین پہلے کی قدرت عام نہوگی کیونکہ اسکو دوسرے پر قدرت حاصل نہین ہے لہذا اب یہ خدائی کی قابلیت سے خارج ہو جائیگا اور اگر دونون بمشورۂ باہمی خلق و ایجاد کرینگے تو دونون مین ہر ایک دوسرے کا محتاج ہو جائے گا اور دونون خدائی کے لائق نہ رہین گے اور اگر دونون کے لیے جُدا جُدا سلطنت و جہان داری فرض کیجائے تو ہم دریافت کرینگے کہ ایک کے ارادے کو دوسرا روک سکتا ہے یا نہین۔ اگر روک سکتا ہے تو دوسرا مغلوب ٹھہرے گا (جسکا ارادہ روک دیا گیا) اور اگر نہین روک سکتا تو پہلا عاجز ٹھہرے گا۔ اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دونون مین اختلاف کا مادّہ نہین اور اُن مین سے کوئی دوسرے کی مخالفت کر ہی نہین سکتا اور ایک جو کرتا ہے وہی دوسرا کرتا ہے تو دونون عاجز ٹھہرین گے اور خدائی کے لائق کوئی نہ رہے گا۔

لہٰذا وہ کُل مذاہب باطل ہو گئے جو ایک سے زائد خالقِ عالم تسلیم کرتے ہین اور ثابت ہوا کہ خالق عالم ضرور قدیم بالذات واجب الوجود ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

صفاتِ خدا کا بیان

(خدا کی صفاتِ مقدسہ دو قسم کی ہین۔ ثبوتیہ اور سلبیہ)

صفات ثبوتیہ

وہ صفتین ہین جنکے ساتھ خدا کی ذات کا موصوف ہونا لازم وضروری ہے اور اُنکی ضد کا اُسمین پایا جانا محال ہے اور یہ صفتین خدا کی عین ذات ہین۔

اوّل **عِلم**۔ چونکہ بےعلمی عیب اور نقص ہے اور خدا کی ذات کو ہر عیب سے بری ہونا لازم ہے لہذا مسلم ہوا کہ خدا **عالم** ہے۔ عالم کی ہر چیز خواہ ظاہر ہو یا مخفی جزئی ہو یا کلی خدا کا علم سب کو محیط ہے۔ اُسکے عالم ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اُسنے ایسی چیزین خلق فرمائین جنکے عجائب وغرائب صنائع وبدائع مین تمام عالم حیران ہے مثل زمین وآسمان۔ انسان وحیوان۔ درخت۔ پہاڑ دریا۔ رات۔ دن۔ چاند۔ سورج کے اور انمین جو صنعتین اور مضبوط حکمتین صرف کی ہین وہ بغیر عِلم کے وجود مین نہین آسکتین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ضرور عالم ہے۔

جن چیزون کو لوگ آنکھ سے دیکھ کر معلوم کرتے ہین خدا کو بغیر آنکھ کے ان کا علم حاصل ہے اسی وجہ سے اُسکو "**بصیر**" کہتے ہین اور جن چیزون کا عِلم لوگون کو کان کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے خدا کو بغیر کان کے اُنکا عِلم ہے اور اِسی وجہ سے اُسکو "**سمیع**" کہتے ہین۔ اور جن چیزون کو لوگ حواس کے ذریعہ سے جانتے ہین خدائے تعالے کو بغیر حواس کے اُن کا علم ہے اور اِس وجہ سے اُسکو "**مدرک**" کہتے ہین۔

اور چونکہ خدا ہر چیز کی مصلحت اور اُسکے فائدے یا اُسکی مضرت اور مفسدہ کا علم رکھتا ہے اور مصلحت والی چیز کو ایجاد فرماتا ہے اور مفسدے والی چیز کی

ایجاد کو ترک کرتاہے لہذا اِس علم خاص کے لحاظ سے اسے مرید اور کارہ
کہتے ہین اِس بنا پر ارادہ اور کراہت خدا کے علم کی ایک قسم ہی۔ اور بعضون نے
مرید کے یہ معنی کہے ہین کہ وہ بندون سے نیک کام عمل مین آنا پسند کرتا ہی
اور اُس سے راضی ہوتا ہے اور کارہ کے یہ معنی کہے ہین کہ وہ بندون سے
نافرمانی اور بُرے کام وقوع مین آنا ناپسند کرتاہے اور اُس سے ناراض
ہوتا ہے لہذا یہ صفت علم کی صفت کے علاوہ ہوئی۔

دوسرے **قدرت**۔ چونکہ عاجزی نقص ہی اور نقص واجب الوجود کی شان
کے خلاف ہی اسلیے ثابت ہوا کہ خدا قادر و مختار ہے یعنی خدا نہ کسی کام
کے کرنے مین مجبور ہے نہ نکرنے مین۔ اور وہ ایسا نہین ہے جیسے آفتاب
یا آگ جنکا کام چمکنا یا جلا دینا ہے اور اسکے خلاف اثر اُنکی ذات سے
بغیر کسی دوسری قوت کے واقع نہین ہوسکتا۔ خدا اس تمام عالم کو ایک
آن مین فنا کرسکتاہے اور ایسے ایسے ہزار عالم نئے پیدا کرسکتا ہی البتہ
جن چیزون مین خود ہی قابلیت نہین کہ کوئی قدرت اُنسے متعلق ہو وہ
اِس حکم سے خارج ہونگے اور اسمین قدرت کا قصور نہین ان چیزون
کی ذات کا قصور ہے اور مراد اس سے وہ چیزین ہین جو عقلاً محال ہین
جسطرح دو نقیضونکا باہم جمع ہوجانا یا دونون کا برطرف ہوجانا مثلاً ایک
شی ایک ہی وقت مین موجود بھی ہو اور معدوم بھی یا نہ موجود ہو نہ معدوم ہو
البتہ وہ چیزین جو انسانی طاقت سے بحسب عادت خارج ہین اور مطلق قدرت
سے خارج نہین ہین اُنپر خدا کی قدرت ضرور شامل ہی جسطرح پانی کا پتھر

ہوجانا۔ مٹی کا لکڑی بنجانا۔ درخت کا گویا ہونا۔ سنگریزے کا سونا ہوجانا
ایک ساعت مین ہزار کوس کی راہ طے کرنا اور یہی وہ چیزین ہین جن سے
معجزے کا تعلق ہوتا ہے بعض نافہم محال عقلی اور محال عادی مین فرق
نہین کرتے اور معجزے کا انکار کردیتے ہین۔

باقی رہے وہ اُمور جو عقل کے نزدیک قبیح ہین یا اُنمین شر و فساد ہے
پس وہ سب خدا کی قدرت کے تحت مین ہین اور وہ قادر ہی کہ اُنھین
بجالائے لیکن چونکہ وہ حکیم ہے اور قبیح کا بجالانا اُسکی شانِ حکمت کے
خلاف ہی اسلیے عمل مین نہین لاتا بلکہ بوجہ مذکور خدائے حکیم سے اُن کا
صدور محال ہی۔ اور چونکہ خداوند عالم اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہی
کہ جس چیز مین چاہے گویائی پیدا کردے اور اُسمین سے ایسا کلام سُنا
جائے جو معانی مقصودہ پر دلالت کرے اِس قدرت کے سبب سے
خدا کو "متکلم" کہتے ہین

تیسرے حیات۔ چونکہ علم و قدرت کے لیے حیات لازم ہی جبتک کوئی
زندہ نہو نہ تو عالم ہوسکتا ہے نہ قادر اور خدا کا عالم و قادر ہونا ثابت ہوچکا
لہذا ثابت ہوا کہ خدا حی اور زندہ ہی۔

چوتھے صدق۔ چونکہ جھوٹ بولنا قبیح ہے اور بُرے کام کا خدا سے
صادر ہونا محال ہے لہذا مسلم ہوا کہ وہ صادق (سچا) ہی۔

پانچوین قدم۔ چونکہ خدا واجب الوجود ہی اور اُسپر فنا و عدم جائز
نہین لہذا ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ عدم اور فنا سے محفوظ ہے

وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اُسکو ازلی اور ابدی اور سرمدی اور باقی بھی کہتے ہین اِن صفات کو صفات ثبوتیہ بھی کہتے ہین اور صفات حقیقیہ بھی اور یہی عین ذات ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ ذات ہی ذات ہے ذات کے سوا کچھ نہین ہے مثلاً اُسکے علم کی یہ حالت نہین کہ ذات بغیر علم کے جدا ہو اور اسمین علم کا اضافہ ہوا ہو جسطرح آدمی ایک وقت جاہل ہوتا ہے پھر تعلیم پاکر عالم ہو جاتا ہے بلکہ اُسکی ذات جمیع کمالات کی جامع ہے اور علم و قدرت وغیرہ اُسکے لیے ہمیشہ ثابت ہین پس اسی ذات کو بلحاظ علم کے جو اُسکی ذات سے کبھی جدا نہین عالم کہتے ہین اور بلحاظ قدرت جو اُسکی ذات کو ہمیشہ حاصل ہے قادر۔ اور یہ سب تعبیرات ہین ورنہ وہان درحقیقت ذات ہی ذات ہے جو ہر طرح کامل ہے۔

صفات اضافیہ صفات ثبوتیہ کے علاوہ باری تعالےٰ کی کچھ وہ صفتین ہین جو صفاتِ ثبوتیہ سے پیدا ہوتی ہین اور انپر متفرع ہین جسطرح رحمن۔ رحیم معطی۔ واہب منعم۔ خالق۔ رازق۔ ممیت و محیی وغیرہ کے اِن صفتون کا ہر وقت اور ہر آن خدا کی ذات مین پایا جانا ضروری نہین اِسکے علاوہ ہر فعل نیک کے لحاظ سے ایک صفت خدا کی قرار دی جاسکتی ہے لیکن اگر اسمین پہلو منقصت کا ہو یا قرآن و حدیث مین وارد نہو تو خدا کی طرف نسبت نہین دیسکتے جسطرح عاقل۔ زکی۔ سخی۔ یا ماکر۔ مستہزی۔ اور اسماء الٰہیہ مین اُنھین نامون پر اقتصار کرنا چاہیے جو اُسکے لیے قرآن و حدیث مین وارد ہوگئے ہین اور اُنھین اسمائے حسنیٰ کہتے ہین مگر اُن کی تعداد مین اختلاف ہے۔

صفاتِ سلبیہ وہ صفتین ہین جو خدا کی ذات کے لیے جائز نہین ہین بلکہ محال ہین اور یہ وہ صفتین ہین جنمین خدا کے لیے نقص یا عجز یا عیب لازم آتا ہو اِس بنا پر ثابت ہو کہ خدا مرکب نہین نہ ذہنی اجزا اُسکے لیے ہین نہ خارجی - نہ وہ کسی اور مرکب کا جزو ہے اِسلیے کہ ترکیب و ترکب کے لیے احتیاج لازم ہے اور خدا کی ذات اِس سے بَری ہے - خدا یتعالے جسم بھی نہین ہی اِسلیے کہ جسم کے لیے حادث ہونا لازم ہے اور خدا قدیم ہی اور جب جسم نہین تو جسمانی چیزین اور اجزاے جسمانی بھی اُسکے لیے نہین ہوسکتے - خدا یتعالے جوہر یا عرض بھی نہین اِسلیے کہ یہ ممکنات کی قسمین ہین اور وہ واجب الوجود ہی - خدا یتعالے کے لیے کوئی مکان بھی نہین ہوسکتا ورنہ احتیاج لازم آئیگی اور نہ وہ زمان کا محتاج ہی نہ اُسکے لیے جہت ہی نہ اُسمین کوئی چیز حلول کرسکتی ہے نہ وہ کسی چیز مین حلول کرسکتا ہی نہ وہ کسی دوسری چیز سے مل کر ایک ہوسکتا ہی نہ وہ محل حوادث ہے نہ اُسکے لیے جسمانی لذت یا الم ہے اور نہ جسم کے لوازم اُسکے لیے ہین - پس نہ اُسکے لیے حرکت ہی نہ سکون نہ طول ہے نہ عرض نہ ثقل ہی نہ خفت نہ آجتک اُسے کسی نے آنکھ سے دیکھا ہے نہ دیکھنا اُسکا ممکن ہی نہ آخرت مین اُسے کوئی دیکھے گا بلکہ رویت اُسکی محال ہے اِسلیے کہ آنکھ سے وہی چیز دیکھنے مین آتی ہے جو جسم ہو اور خدا جسم نہین لہذا وہ ہرگز آنکھ سے نظر نہین آسکتا لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ جو قرآن مجید مین ہے اُس سے اس مطلب کی پوری تائید ہوتی ہے - جو لوگ مدعی رویت ہین وہ رویت

مجازی سے دھوکا دہا رہے ہین جس سے یقین کرنا یا کامل معرفت کا حاصل ہونا یا آثار قدرت یا نعمت کا ملاحظہ کرنا مراد ہوسکتا ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے "جس خدا کو مین نے دیکھ نہ لیا ہو اُسکی عبادت کس طرح کرسکتا ہون"۔ یعنی جبتک اُسکی معرفت تامّہ نہ حاصل کرلی ہو۔ اور چونکہ خدا واجب الوجود ہے اور واجب الوجود کو اپنے غیر سے مستغنی ہونا لازم ہے لہذا ثابت ہوا کہ خدا کسی کا محتاج نہین نہ اپنی ذات کے متعلق نہ صفات کے متعلق اور نہ کسی حال مین اُسے احتیاج لاحق ہوسکتی ہے۔

غرض ہر عاقل جب فکر صحیح کے ساتھ غور کرے گا تو اسلام کے اِس عقیدے کی حقیت اور اُسکے خلاف کا بطلان اُسپر بخوبی واضح ہوجائے گا۔

بیان نبوت

اِسکے بعد اعتقاد نبوت ہی۔ ہدایت و نظام عالم کے لیے ایک ایسے انسان کا ہونا عقلاً ضروری ہے جو خدا کیطرف سے خاص طور پر حاکم و ہادی مقرر ہوکر آئے اور خلق تک خدا کے احکام پہونچائے اور بندونکو خدائی قانون کا جسکو شریعت کہتے ہین پابند بنائے اور ہر طرح قابل اطمینان ہو۔ گناہون سے معصوم ہو۔ تمام خلق سے افضل ہو۔ خدا کے اور اُسکے درمیان مین سوائے فرشتے کے کوئی اور واسطہ نہو۔

خواہ اُسکو کتاب عطا ہوئی ہو یا صحیفہ یا بذریعہ ملک اُسکے پاس احکام بھیجے

کیئے ہون - خواہ وہ تمام عالم کے لیے بھیجا گیا ہو یا مخصوص مقامات کے لیے -
بہر طور عقل حاکم ہے کہ جبتک ایسا شخص نہو گا تمدّن و انتظام نوع انسانی کا
درست نہو گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی مدنی الطبع ہے اور جب مختلف قسم
کے لوگ جمع ہونگے معاملات پیش آئینگے - نزاع و فساد بھی ہو گا اور رفع نزاع
کے لیے ایسے حاکم کی ضرورت بھی ہو گی جو منصف و عادل ہو اور اُنمین
باہم فیصلہ فرمائے اور اُسکا فیصلہ خدا کی مرضی کے موافق ہو اور خدا نے
بذریعۂ وحی اُسکو مطلع کیا ہو - اگر ایسا شخص نہو گا تو خلق کا انتظام سب خراب
رہیگا - ایسے ہی شخص کو ہم نبی کہتے ہین - لہذا ثابت ہوا کہ نبی کا بھیجنا عقلاً
خدا پر واجب ہی منصب نبوت وہبی (خدائی عطیہ) ہی اکتسابی نہین ہے کہ
جو چاہے ریاضت و مشق کر کے خود نبی ہو جائے بلکہ نبی کا خدا کی طرف سے
منتخب اور مقرر ہونا ضروری ہے اور خدا جسکو مناسب سمجھتا ہی اس جلیل الشان
عہدے کے لیے منتخب فرماتا ہی بندون کا کام نہین ہی کہ وہ اپنے لیے کسیکو
نبی بنا لین اسلیے کہ اہل عالم چونکہ باطنی امور پر اطلاع حاصل نہین کر سکتے
لہذا اُنکا انتخاب قابلِ اعتبار نہو گا -
نبوت ایک ریاست عامہ ہی دین اور دنیا دونون طرح کے کامون مین جو
خدا کیطرف سے کسی انسان کو دی گئی ہو جسمین خدا کے اور اُسکے درمیان مین
کسی اور انسان کا توسط اور کسی بشر کا درمیان نہو -
نبی کے ہونے کی ضرورت پر ایک دلیل یہ بھی ہی کہ بندے اپنے معبود سے
بہت دوری رکھتے ہین پس لازم ہوا کہ درمیان مین ایک ایسا واسطہ ہو جو

جہت کے ذریعہ سے خدا سے مرتبط ہو اور احکام شرع اُدھر سے حاصل کرے اور
پہلی جہت کے ذریعہ سے بندون سے مرتبط ہو اور وہ احکام اُن تک پہونچائے
اور خدا اور بندون مین اُسکے سبب سے تعلق وارتباط مستحکم ہو جاے اور چونکہ
یہ امر ضروری ہے اسلیے نبی کا ہونا بھی ضروری ہے۔

نبی کے فرائض اور نبوت کے فوائد

جو چیزین ایسی ہین کہ اُن کی اچھائی بُرائی عقل نہین سمجھ سکتی
اُن کے احکام تعلیم کرنا۔
جہان عقل اچھائی بُرائی سمجھ لیتی ہے وہان عقل کی تائید کرنا۔
جو چیزین مختلف اوقات مین اچھائی اور بُرائی دونون کے ساتھ موصوف
ہوتی ہین اُنکے مواقع بتانا مضر اور نافع چیزونکی تفصیل کرنا۔
نوع انسانی کی حفاظت کے لیے معاملات کے طریقے اور انتظام خانہ اور
انتظام شہر اور انتظام ملک کے قواعد تعلیم کرنا۔
اُمت کو اُنکی قابلیت کے موافق ترقی دینا۔
اُمت کو نیک اخلاق کی تعلیم دینا اور بُرے اخلاق سے اُنھین بچانا
اور بُرے کامون کے لیے تعزیرات جاری کرنا۔
نیک کامون کا اُخروی ثواب اور بُرے کامون کا عقاب بیان کرنا۔
ان تمام باتون کا مفصل قانون جاری کرنا اور یہی کہ شریعت بھی رکھتے ہین

نبی کی صفات

لازم ہے نہ نبی تمام گناہون سے معصوم ہو اور ہرگز کوئی گناہ عمل مین نہ لاتا ہو اور باوجود اپنے مختار ہونے کے کوئی بُرا کام اُس سے وقوع مین نہ آسکتا ہو اور معصوم ہونیکی دلیل یہ ہو کہ اگر نبی معصوم نہ ہو تو جھوٹ بولنا اُسکے لیے ناممکن نہوگا اور اس صورت مین اُنکے امر و نہی اور جملہ بیانات پر اطمینان نہ رہے گا۔ دوسرے یہ کہ نبی کی پیروی تمام باتون مین واجب ہو اگر اُس سے کوئی گناہ صادر ہونا ممکن ہوگا تو اُسمین بھی پیروی لازم ہو جائے گی حالانکہ گناہ کی مخالفت لازم ہے۔ تیسرے جو گناہ کرسکتا ہے فطرۃً دلون مین اُسکی وقعت نہین ہوتی اور بغیر وقعت کے نبوت کا فائدہ کچھ نہ ہوگا۔

پس نبی سے نہ کوئی گناہ کبیرہ واقع ہوتا ہے نہ صغیرہ۔ نہ جان کر نہ بھول کر نہ بعثت سے پہلے نہ بعثت کے بعد نہ رسالت کے کامون مین نہ اپنے ذاتی کامون مین۔ قرآن یا حدیث مین اگر خلاف عصمت کسی بات کا ذکر آگیا ہے یا کسی گناہ کی نسبت کسی نبی کیطرف آگئی ہو تو وہ بطور حقیقت نہین ہے بلکہ بطور مجاز ہے اور بنا بر تاویل کے اُسکا مطلب کچھ اور ہو اور ایسی آیت یا حدیث کی تاویل لازم ہے۔

یہ بھی لازم ہو کہ نبی تمام کمالات اور فضائل مین اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو علم۔ زہد۔ سخاوت۔ شجاعت۔ عفت۔ عبادت اور جملہ نیک خصلتون مین اسلیے کہ نبی کی اطاعت اُن سب لوگون پر جنپر وہ مبعوث ہوا ہے ہر قول و فعل مین واجب ہو۔ پس اگر امت مین کوئی شخص کسی بات مین نبی سے بہتر ہو

بلا مرجح لازم آئے گی اور عقل اسکو قبیح یا محال جانتی ہی لہذا ثابت ہوا
کہ نبی کا افضل ہونا ضروری ہے۔
خدا نے بکثرت انبیا بھیجے جنکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار مشہور ہے
امین بعض نبی تھے اور بعض رسول صاحب شریعت۔
بعض کو خواب مین احکام الہام کیے جاتے تھے۔
بعض فرشتے کی آواز سنتے تھے مشاہدہ نہ کرتے تھے بعض مشاہدہ بھی کرتے تھے
بعض انبیا کو فقط احکام پہونچائے بعض کو صحیفے عطا ہوئے اور بعض کو کتاب
خدا کی کتابین چار ہین۔ ایک **توریت** جو حضرت موسی کو عطا ہوئی۔
دوسری **زبور** جو حضرت داؤد کو دی گئی۔ تیسری **انجیل** جو حضرت عیسی
کو عنایت ہوئی۔ چوتھے **قرآن** جو خاتم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کو عطا ہوا
بعض انبیا خاص خاص مقام کے لیے بھیجے گئے اور بعض خاص ملک کے لیے
بعض محدود زمانے کے لیے اور بعض قیامت تک کے زمانے کے لیے۔
امین چند نبی اولوالعزم ہوئے ہین وہ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم حضرت
موسی۔ حضرت عیسی اور جناب خاتم الانبیا ہین۔
ہر نبی کی شریعت ایک محدود زمانے کے لیے قرار دی گئی مگر جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ کی شریعت تمام شریعتون سے اکمل و اتم ہے۔
اس شریعت نے سب پہلی شریعتون کے احکام منسوخ کر دیے۔
شریعتین چھ ہوئی ہین۔ سب سے پہلی شریعت حضرت آدم علیہ السلام کی اور

پانچ شریعتین پانچون انبیاے اولوالعزم علیہم السلام کی۔
ہمارے پیغمبر کی شریعت نہ کسی خاص قریے کے ساتھ مخصوص تھی نہ کسی
ملک کے ساتھ نہ کسی مدت کے ساتھ بلکہ تمام عالم کے لیے اُسوقت سے
قیامت تک کے لیے قرار دی گئی۔
اِس شریعت کا قانون ایسا مستحکم اور کامل بھیجا گیا جو ہر زمانے کی
ضروریات کو پورا کرسکے۔
خدا نے انبیا کو بحسب ضرورت اُنکی نبوت کی تصدیق اور اُنکے دعوے
کی سچائی کیلیے معجزے عنایت فرمائے تاکہ حجت خدا پوری ہو جائے
پس نبی کی شناخت معجزے سے ہوتی ہی اور شک و شبہہ رفع ہو جاتا ہی۔
معجزہ دعوے کرکے دعوے کے مطابق کسی ایسے کام کے ظاہر کرنے
کو کہتے ہین کہ عادۃً ویسا کام کوئی نہ کرسکتا ہو جسطرح حضرت
موسےٰ کا عصا اژدہا ہو جاتا تھا۔ دریا اُنکے لیے شگافتہ ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ
مردے کو زندہ کرتے تھے۔ جناب محمد مصطفےٰؐ کو قرآن عطا ہوا کہ ویسے
کلام پر کوئی قادر نہ ہوا۔ علاوہ اسکے ہزارہا معجزے انبیا کو دیے گئے۔
واضح ہو کہ معجزہ اُنھین امور سے متعلق ہوتا ہی جو عادت کے لحاظ سی محال
ہون۔ اُن کامون سے متعلق نہین ہوتا جو عقلاً محال اور ناممکن ہین اسلیے
کہ محال عقلی کسی وقت اور کسی صورت سے وجود مین آہی نہین سکتا اسمین
موجود ہونے کی صلاحیت و قابلیت ہی نہین ہے۔
جادو۔ شعبدہ یا کوئی اور صنعت اگرچہ بعض لوگونکی نظر مین عادۃً ناممکن

معلوم ہو لیکن جو اس فن کے ماہر ہین وہ اسلی حقیقت معلوم کر سکتے ہین اور
اُسکے مثل خود بھی کر کے دکھلا سکتے ہین اور اُسکو رد بھی کر سکتے ہین لیکن معجزہ
وہی ہی جو تعلیم و تعلم سے حاصل نہو سکے اور سوا ے صاحب معجزہ کے کوئی بھی
اُسپر قادر نہو اور نہ اُسکا جواب مقابلے مین لا سکے۔

ایک فرق معجزے اور سحر مین یہ بھی ہے کہ جادو کا اثر آسمان تک نہین پہونچ سکتا
اور معجزہ آسمانی چیزون مین اثر کر سکتا ہے۔ جادوگر اکثر علم و حکمت و شرافت اور
نیک اطواری سے خالی اور عوام النّاس کیطرح فضول ہوتا ہی اور صاحب معجزہ
اِسکے خلاف باوقار۔ صاحب علم۔ نیک صفات۔ نیک کردار ہوتا ہے۔

پس جتنے معجزے ہوئے وہ ایسے ہی کامون مین ہوئے جو عادتاً تو محال تھے
لیکن عقل کی رو سے محال نہ تھے بلکہ ممکن تھے۔ جو لوگ معجزے کا انکار کرتے
ہین وہ اصل مطلب اچھی طرح نہین سمجھتے اور محال عقلی اور محال عادی مین
اُنھین فرق معلوم نہین ہوتا۔ نیز اُنھین قرآن کی اس آیت نے دھوکا دیا کہ
لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ اور قائل ہو گئے کہ قانون قدرت کبھی بدل نہین
سکتا۔ حالانکہ اُس کا مطلب یہ ہی کہ خدا کی سنت کو کوئی دوسرا نہین بدل
سکتا نہ یہ کہ خدا خود بھی نہین بدل سکتا۔ اگر ایسا ہو تو خدا کا مجبور ہونا لازم آجائیگا
اس اُمت کے نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ بن عبد المطلب بن ہاشم
بن عبد مناف تمام انبیا سے افضل اور خاتم الانبیا ہین۔ اب تا قیامت کوئی
اور نبی نہوگا۔ جو نبوت کا دعوے کرے وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔

حضرت کی نبوت اُسیطرح ثابت ہی جسطرح اور انبیا کی نبوت ثابت کیجاتی ہی آپنے

نبوت کا دعوے کیا معجزے دکھائے۔ پہلے انبیا نے آپکی بشارت دی
معجزات آپکے کثیر ہین اور بشارتون سے کتابین مملو ہین۔ اگر ان امور کی تفصیل
لکھی جائے تو ایک دفتر عظیم درکار ہے۔ سب سے بڑا معجزہ آپکا قرآن مجید ہے
آپ ۱۷۔ ربیع الاول کو بروز جمعہ متولد ہوئے اور چالیس برس کے بعد ۲۷
رجب کو مبعوث برسالت ہوئے اور ترسٹھ ۶۳ برس کے سن مین ۲۸۔ صفر کو
آپنے وفات پائی۔ قریب وفات آپنے یہ بھی فرمایا انی تارک[1] فیکم
الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا
بعدی و انھما لن یفترقا حتی یرد علی الحوض۔
نبی کے لیے شرط ہے کہ حلال زادہ ہون۔ بُری صفتون اور نفرت انگیز بیماریون
سے مبرّا ہون اُنکے آبا و اجداد ذلیل نسب اور ذلیل پیشہ نہون اور مائین
پاکدامن ہون۔ خاتم الانبیا کے آبا و اجداد بھی مسلم و موحد تھے اور آذر حضرت
ابراہیم ؑ کا چچا تھا باپ نہ تھا۔ محاورہ عرب کے موافق اُسپر باپ کا اطلاق ہوا ہے
جن انبیا کے اسماے گرامی قرآن مجید مین مذکور ہین وہ یہ ہین۔ حضرت آدم ؑ۔
نوح۔ ادریس۔ الیاس۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ اسمعیل ذبیح۔ اسمعیل صادق الوعد۔
اسحاق۔ یوسف۔ ایوّب۔ عُزیر۔ یحییٰ۔ زکریا۔ صالح۔ ہود۔ لوط۔ ذوالکفل۔
الیسع۔ سلیمان۔ یونس۔ داؤد۔ شعیب۔ موسی۔ ہارون۔ عیسیٰ۔ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ

---

[1] یعنی مین تم مین دو بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون۔ ایک خدا کی کتاب اور دوسرے
اپنے اہلبیت۔ اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے اور دونون کے پیرو رہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے
اور یہ دونون آپس سے جُدا نہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

بعض انبیا کا ذکر قرآن مین ہے مگر نام مذکور نہین ہے جیسے جناب خضر اور اکثر کا قصّہ یا تذکرہ کچھ نہین ہے جیسے جناب جرجیس یا پیغمبر اصحاب رس۔

ذکر معاد

آخری عقیدہ اسلام کا اعتقاد معاد ہے۔ یعنی بعد مرجانے کے خالق عالم بروز قیامت تمام جن وانس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور حساب و کتاب کے بعد اُنھین جزا اور سزا دے گا۔

کسی کو نعیم جنت سے متنعم کرے گا اور کسی کو عذاب نار سے معذّب فرمائیگا اور مختصر دلیل حقیت معاد پر یہ ہے کہ خالق عالم نے مخلوقات کو عبث نہین پیدا کیا۔ اسلیے کہ لغو اور عبث فعل حکیم کی شان نہین۔

معلوم ہوا کہ ضرور کسی غرض صحیح کے لیے پیدا کیا ہے اور وہ غرض صحیح ضرور ایسی ہوگی جس سے اُنکی ذات پاک کو کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ خود اُس غرض کا محتاج نہو۔ اسلیے کہ احتیاج خدا کی شان نہین پس بالضرور وہ غرض مخلوق کی ہوگی۔

اب وہ غرض یا دنیاوی ہوگی یا اُخروی۔ دنیا چونکہ فانی اور چند روزہ ہے لہذا حکیم کے فعل کی غرض ایسی ناپائدار چیز نہین ہوسکتی۔

پس ثابت ہوا کہ وہ غرض اُخروی ہے اور غرض اُخروی یہی ہے کہ نعیم ابدی سے اُسے بہرہ یاب کیا جائے اور یہ نہین ہوسکتا مگر اسیطرح کہ بعد موت اُسے پھر زندہ کیا جائے اور بہشت برین مین جو کہ جاے خلود اور

مقام نعیم ابدی ہے اُسے ساکن کیا جائے اور جو اعمال خیر اُسنے دنیا مین کیے
ہین اُنکا ثواب اُسے وہان پورا پورا عطا کیا جائے۔
اور درصورت بداعمالی اُسکو سزاے اُخروی کا مستحق قرار دیکر معذب کیا جائے
معاد کے باب مین جو شبہات کیے جاتے ہین وہ سراسر نافہمی ہے۔
مثلاً کہتے ہین کہ " معدوم کا اعادہ محال ہے۔ لہذا معاد باطل ہی" جس کا
جواب بعض اہل تحقیق نے یہ دیا ہے کہ معاد اعادۂ معدوم نہین ہے بلکہ موت
سے جو اجزا متفرق ہوگئے ہین اُن کا دوبارہ فراہم کردینا اور پہلی ہی صورت
ہین ترکیب دیکر پھر لے آنا مراد ہے اور یہ ہرگز محال نہین ہے۔
علاوہ اِسکے اعادہ معدوم سے تو مطلب یہ ہی کہ جو چیز ایک زمانے مین موجود
تھی اور پھر اُسپر عدم طاری ہوا وہ بعینہ دوسرے زمانے مین اِسطرح موجود ہوجاے
کہ دوسرا اور پہلا وجود ایک سمجھا جائے اور جو جو لوازم اور خصوصیات پہلے
وجود کے لیے تھے وہ سب کے سب دوسرے وجود کے لیے تسلیم کیے جائین
اور اِن قیود کے ساتھ ہم بھی مانے لیتے ہین کہ اعادہ معدوم محال ہی۔
لیکن معاد کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ نہین ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ جو جو دنیا
مین موجود ہوکر بحکم خدا مردہ اور فانی ہوگئے ہین اُنھین دوبارہ زندہ کیا
جائیگا اور ایک وجود مثل وجود سابق اُنھین دیا جائے گا۔ مگر پہلے تمام
لوازم و خصوصیات کا ساتھ ساتھ ہونا ضرور نہین اور اسمین کوئی استحالہ نہین
علاوہ اِسکے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے پہلی مرتبہ عدم محض سے نکال کر وجود
مرحمت کیا وہ ضرور اسپر قادر ہے کہ اِس وجود کے بعد جو عدم طاری ہوا ہی

بعض کہتے ہین کہ معاد کے عقیدے کی ضرورت نہین جزا اور سزا اسی دنیا
مین ممکن ہی اور اِسی بنا پر وہ لوگ تناسخ کے قائل ہو گئے یعنی ایک روح
ایک جسم کے بعد دوسرے جسم مین داخل ہوتی ہے اور پہلے جسم مین جو اچھائی
یا بُرائی کی ہے اُسکا بدلہ دوسرے جسم مین پا لیتے ہین یا یہ کہ دوسرے جسم مین
پیدا ہونا یہی جزا یا سزا ہے - حالانکہ ہم بیان کر چکے کہ حکیم مطلق کی یہ
شان نہین ہے کہ اپنے احکام کی پابندی کے ثواب مین اور اپنی نافرمانی
کے عقاب مین جو جزا و سزا دے وہ فانی اور دُنیوی ہو -
اِسلیے کہ دنیا جاے راحت نہین ہر شخص فقیر سے بادشاہ تک ہزار طرح کے
فکرین کرتا ہے کہ اُسکو اِس دنیا مین اطمینان و آسایش حاصل ہو لیکن اگر
ایک طرف سے راحت ملتی ہے تو سو طرح کی زحمتین آموجود ہوتی ہین -
حکیم مطلق کا انعام و عطیہ اس طرح کا ہو تو کچھ بھی نہین -
علاوہ اِسکے اگر اُسکو دنیا ہی مین جزا اور سزا دینا ہو تو بعد کسی فعل کے فوراً ہی
پہلے ہی جسم مین کیون نہ دیدے اور مرنے کا اور دوسرے جسم کا انتظار کیون ہو
اور اگر یہ بات مان لی گئی ہے کہ عقاب و ثواب کے لیے دوسری زندگانی لازم
ہی تو کوئی وجہ نہین ہے کہ آخرت کی ابدی زندگانی سے انکار کر کے یہی
ناپائدار دنیا گردشِ روح کے لیے تسلیم کیجائے -
آخرت کے متعلق سوال منکر و نکیر - میزان عمل - صراط - حساب و کتاب وغیرہ
کا اجمالی اعتقاد کافی ہے - چونکہ قرآن و احادیث مین ذکر ان امور کا تصریح

آیا ہو اور عقل کے نزدیک یہ باتین ممکن بھی ہین لہذا سب کے حق ہونے کا
اعتقاد لازم ہے اور رسول خدا اور ائمۂ ہدے کا گنہگاران مومنین کی شفاعت
کرنا بلکہ علما و شیعیان علی کا شفیع ہونا اور اُنکی شفاعت کا قبول ہونا بھی حق ہے
بہشت و دوزخ اب موجود ہین اور پیدا ہو چکے ہین۔ بہشت مین طوبیٰ۔
کوثر سلسبیل۔ حور و غلمان اور وہ نعمتین ہین جو کسی نے نہ دیکھی نہ سُنی نہ کسی
دل مین گزرین۔ دوزخ مین حمیم۔ غسلین۔ ضریع۔ زقوم۔ اور ہر طرح کا عذاب ہے
موت سے قیامت تک کا زمانہ برزخ ہے۔ قبر مین منکر نکیر آتے ہین اور
خالق اور دین و کتاب و قبلہ و پیغمبر و امام کے اعتقاد کا سوال کرتے ہین کسی
تفصیل کتب مبسوطہ مین ملاحظہ کرنا چاہیے۔
اِس مجمل بیان پر نظر کر کے غور کیا جائے تو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ
اِسلام کے عقائد بالکل صاف اور مطابق عقل ہین اور ہر عاقل جو کسی
مذہب کا پابند ہونا چاہے گا وہ اسلام کے سوا کسی مذہب کو پسند نکریگا
اور سمجھ لے گا کہ نجات کا راستہ اسلام مین منحصر ہے اور یہی سبب ہے کہ باوجود
اِس بات کے کہ اسلام کے پھیلانے کی کوشش بہت کم کیجاتی ہی بلکہ
گویا نہین کیجاتی لیکن پھر بھی شب و روز ہر ملک اور ہر اقلیم مین ہزارہا
بندگان خدا اپنے اپنے مذہب چھوڑ کر اسلام کی روحانیت پر اعتقاد لاکر
مسلمان ہوتے چلے جاتے ہین اور انشاء اللہ دمبدم اسلام کو ترقی ہوتی
رہیگی اور کوئی وقت ایسا ہو گا کہ اِسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔
آب ہم ایک دوسرا منظر دکھاتے ہین جسکی طرف نہایت متانت کی نگاہ

کی ضرورت ہو [illegible]

مین تازہ تازہ داخل ہوتے ہین -

اور وہ یہ بات ہو کہ حقیقی اسلام اگرچہ ایک ہی مسلک اور ایک ہی راہ ہو جو صراط مستقیم اور خدا اور جنت تک ٹھیک پہونچانیوالا ہے لیکن نفسانی خواہشون اور شیطانی وسوسون نے اسلام کو متعدد فرقون مین متفرق کر دیا ہو جس کی خبر پیغمبر اسلام نے بھی اُمت کو سُنا دی ہو اور فرما دیا ہے کہ ؎ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً -

کسقدر مقام حسرت وافسوس ہو کہ اسلام سے صاف اور پاک مذہب مین انسان داخل ہو کر بھی راہ راست تک نہ پہونچے -

تازہ مسلمان چونکہ اسلام کے اندرونی اختلافات سے بیخبر ہوتے ہین جسکے ہاتھ پر اسلام لائے جو راہ اُسنے بتا دی اور جس طریق کا وہ خود پابند ہوا اُسیکو یہ بھی حق جانتے اور حقیقی اسلام سمجھ لیتے ہین اور حقیقی صراط مستقیم سے اکثر محروم رہجاتے ہین -

لہٰذا ضروری معلوم ہوا کہ ہم اس مطلب کو بھی واضح عبارت مین لکھین تاکہ انکھون کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے اور راہِ نجات صاف نظر آئے -

اسلام کے اندرونی اختلافات

امامت کا بیان

؎ یعنی قریب ہے کہ میری اُمت تہتّر فرقون مین متفرق ہو جائے گی جنمین سوا ایک کے سب جہنمی ہونگے -

واضح ہو کہ امامت ریاست عامہ ہی تمام عالم پر امور دین و دنیا مین کسی ایک انسان کے لیے جو خدا کیطرف سے بہ نیابت نبی قرار دی گئی ہو۔

پیغمبر اسلام کی امت مین بڑا اختلاف بعد وفات پیغمبر جانشین و امام و وصی و خلیفہ کے باب مین ہوا کسی نے کہا کہ "پیغمبر ہدایت کی ضرورت کو پورا کر چکے خدا کے احکام پہونچا چکے خلیفہ مقرر ہونے کی ضرورت ہی نہین"۔

بعضون نے ضرورت تو تسلیم کی لیکن یہ کہا کہ "خلیفہ کا مقرر کرنا خدا اور رسول پر لازم نہین اور نہ اُنھون نے مقرر کیا بلکہ یہ کام اُمت کا ہی جسکو چاہین مشورہ اور کمیٹی کر کے اتفاق و اجماع سے رسول کا خلیفہ مقرر کر لین"۔

بعضون نے خلیفہ مقرر ہونے کے کچھ اور طریقے بھی تجویز کیے مثلاً استخلاف یعنی ایک خلیفہ دوسرے کو اپنے بعد خلیفۂ رسول بنا سکتا ہی۔ اور غلبہ و استیلاء سے بھی منصب خلافت مل سکتا ہے کہ جسکا قابو چلجاے اور حاکم بن بیٹھے وہ خلیفہ ہو سکتا ہی۔ الے غیر ذلک۔

مگر ایک فریق کا عقیدہ ہی کہ "رسول کی خلافت خدا اور رسول ہی کیطرف سے ہو سکتی اور خدا و رسول جسکو خلافت کے لیے منتخب کرین وہی خلیفۂ رسول ہو سکتا ہی۔ اُمت کو اسمین کچھ اختیار نہین"۔

جس گروہ نے خلافت کو منصوص ہونا خدا اور رسول کیجانب سے ضروری سمجھا وہ "**شیعہ**" کہے جاتے ہین۔ اور جنھون نے نص کی ضرورت نہین سمجھی وہ کل فرقے "**اہل سُنّت و جماعت**" کہے جاتے ہین۔

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ خدا کا دین اور اُسکی شریعت نبی کی حیات تک

نبی کی حفاظت مین رہی اور چونکہ نبی بھی موت سے نہین بچ سکتے اسلیے نبی کے
بعد ہمیشہ کے لیے کسی اور شخص کا ہونا شرع کی حفاظت کے لیے ضروری ہے
اور وہ حافظ شریعت اور جانشین نبی لازم ہے کہ مثل نبی کے تمام خلق
سے علم و فضل و زہد و تقوے شجاعت و عبادت اور تمام صفات کمال
مین افضل ہو کیونکہ اُسکی عام ریاست یوہین تسلیم کرنے کے قابل ہو سکتی ہے
ورنہ ترجیح مرجوح یا ترجیح بلا مرجح جو ہم نبی کے باب مین تحریر کر چکے ہین یہان
بھی لازم آئے گی۔ اِسی طرح اُسکو نبی کیطرح گناہون سے معصوم ہونا چاہیے
تاکہ امور شریعت اور حفظ احکام مین اُسپر اعتبار و اعتماد پورا پورا ہو سکے۔
اور چونکہ عصمت اور باطنی طہارت و کمالات پر مخلوقات کو اطلاع نہین
ہو سکتی اِسی سبب سے ضرورت ہوئی کہ خلیفہ کا انتخاب بھی وہی کرے جسکا
علم ظاہر و باطن دونون کو محیط ہو۔
لہذا اگرچہ سب کے سب اتفاق و اجماع بھی کرلین تب بھی امت کا انتخاب
قابل اطمینان نہ ہوگا۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ رسول کے بعد ابو بکر بن ابو قحافہ خلیفہ ہوئے
اور اُنکو خلافت اِسطرح ملی کہ ادہر تو نبی کی وفات ہوئی
اور علی بن ابیطالب غسل و کفن مین مصروف ہوئے اُدہر موقع پاکر رسول کے
غسل و کفن کو چھوڑ کر اور خلافت کے معاملے کو سب سے زیادہ ضروری جان کر
بنی ساعدہ کے سقیفے مین کچھ لوگون نے کمیٹی کی۔ حجت و تکرار ہوئی۔ حضرت
عمر نے حضرت ابو بکر کی بیعت کرلی۔ اُنکے ساتھ اور بھی چند آدمیون نے

بیعت کی یہانتک کہ ایک جماعت نے اُنکو خلیفہ تسلیم کرلیا اور وہ خلیفہ ہو گئے۔ نہ اُنھین خدا نے خلیفہ رسول بنایا تھا نہ رسول نے اُنھین اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اِسلیے کہ اگر ایسا ہوتا تو اِس طریقے کی کیا ضرورت تھی۔ اِسی طریقے کو وہ لوگ اجماع سے تعبیر کرتے ہین۔

ابو بکر نے اپنے بعد کے لیے حضرت عمر بن خطّاب کو لائق سمجھ کر خلیفہ تجویز کردیا۔ پھر اُنھون نے اپنے بعد کے لیے چند شخص منتخب کردیے کہ باہم مشورہ کرکے جسکو مناسب سمجھین آپسمین سے ایک کو مقرر کرلین۔

چنانچہ اِس بنا پر حضرت عثمان بن عفان جو ذوالنورین کہے جاتے ہین خلیفہ ہو گئے اُنھون نے کوئی انتظام اپنے بعد کا نہ کیا اور اُنھین ایسا موقع ہاتھ بھی نہ آیا یا اُنسے فروگذاشت ہوگئی لہذا بمجبوری علی بن ابی طالب خلیفہ بنائے گئے یہ چار رُکن خلافت کے اُنکے نزدیک مسلم ہو گئے۔ اِسکے بعد جب اُس حدیث رسولؐ پر نظر پڑی کہ میرے بعد بارہ خلیفہ قریش مین سے ہونگے تو یہ سلسلہ بڑہایا گیا اور معاویہ بن ابی سفیان اور یزید بن معاویہ جسنے خاندان رسالت کو تباہ و برباد کردیا۔ کربلا کے میدان مین رسول کے نواسے کو بھوکا پیاسا بہزار ظلم و ستم قتل کرادیا خلیفۂ رسول سمجھے گئے اور اِسطرح بارہ کا عدد پورا کردیا گیا۔

فرقۂ شیعہ کا یہ عقیدہ ہی کہ رسول خدا نے اپنی جانشینی کے لیے بحکم خدا علی بن ابی طالبؑ کو منتخب فرمایا اور متعدد مقامات پر اپنی زندگی مین اِسکا اظہار کنایۃً و صراحۃً کردیا۔

کبھی فرمایا علیؑ منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الّا انہ لا نبیّ بعدی۔

یعنی [illegible]

کہ نبوت ختم ہوگئی اور میرے بعد کوئی نبی نہو گا - یعنی اگر نبوت ہوتی تو علی کو ہوتی

کبھی فرمایا ھذا[1] اخی ووصیی -

کبھی فرمایا لکل[2] نبی وصیٌ ووارث وان علیا وصیی ووارثی -

کبھی فرمایا حبہ[3] ایمان وبغضہ کفر -

کبھی فرمایا علی[4] مع الحق والحق مع علی ید ورمعہ حیثما دار -

کبھی فرمایا علی[5] مع القران والقران مع علی -

اور مودۃ القربیٰ مین انس بن مالک سے روایت ہو کہ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ان[6] اللہ اصطفانی علی الانبیاء واختارنی نبیا وخیرّا بن عمی وصیی وشدّ بہ عضدی کما شد عضد موسیٰ باخیہ ھارون وھو خلیفتی ووزیری ولو کان بعدی نبی لکان النبوہ لہ -

یہان تک کہ حجۃ الوداع سے مدینہ کیطرف مراجعت کرتے ہوئے جب مقام جحفہ (جو خم غدیر کے نام سے مشہور ہے) مین پہونچے دوپہر کا وقت تھا - دھوپ تیز پڑ رہی تھی - بے سروسامانی کا عالم تھا - لوگ رخصت ہو ہو کر مختلف راستون کیطرف روانہ ہو رہے تھے - حکم خدا پہونچا کہ اسوقت علی

---

[1] یہ بھائی میرا ہے اور وصی میرا ہے [2] ہر نبی کے لیے ایک وصی و وارث ہوا ہی اور میرا وصی اور وارث علی ہے [3] علی حق کے ساتھ ہین اور حق علی کے ساتھ ہے جدھر علی جاتے ہین حق اُنکے ساتھ ساتھ رہتا ہی [4] علی کی محبت ایمان ہی اور اُنکی دشمنی کفر ہے [5] علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ ہے [6] خدا نے

کی خلافت کا اعلان کردو اور یہ آیہ قرآنی نازل ہوا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۞

خدا کا رسول اُسی جگہ سواری سے اُتر پڑا اور منادی کرادی کہ جانیوالے ہر راستے سے واپس آئین اور سب اکٹھا ہو جائین۔

ببول کے کانٹے جنسے وہ میدان بھرا ہوا تھا صاف کیے گئے اور اونٹ کے پالانون کا منبر بنایا گیا۔ لوگ گوش برآواز جمع ہوئے۔ گرمی کی شدت کے سبب سے لوگ عبائین اپنی زیر قدم ڈالے ہوئے تھے۔

حضرت رسول علی بن ابیطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ ـــــ مین لیے ہوئے منبر پر گئے۔ ایک فصیح و بلیغ طولانی خطبہ پڑھنے کے بعد اپنی وفات حسرت آیات کی خبر دی۔ تبلیغ رسالت اور احکام الٰہی پہونچانے کی گواہی طلب کی پھر اپنے حاکم و اولے بتصرف و مولاے خلق ہونے کا اقرار لیا۔

اِس تمہید کے بعد صاف لفظون مین ارشاد فرمایا اَلَا مَن کُنتُ مَولَاہُ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مجھے تمام انبیا پر برگزیدہ فرمایا اور مجھے بنی پسند فرمایا اور میرے ابن عم کو میرے لیے وصی منتخب کیا اور اُنسے میرے بازو کو اسطرح مضبوط کیا جسطرح موسےٰ کے بازو کو اُنکے بھائی ہارون سے مضبوط کیا تھا۔ اور وہ (علی) میرے خلیفہ اور وزیر ہین اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو نبوت علی ہی کے لیے ہوتی ۔[1] اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کیطرف سے تمپر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو۔ اگر تمنے ایسا نہ کیا تو تمنے اُسکا کوئی پیغام ہی نہین پہونچایا اور خدا تمکو لوگون کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔[2] آگاہ ہو جسکا مین مولی اور صاحب اختیار ہون بس یہ علی بھی اُسکے مولے اور صاحب اختیار ہین۔

من عادا ہ اور جسطرح سلاطین کے یہان ولی عہد بناتے وقت مبارکباد

اداکیجاتی ہے حاضرین نے مبارکباد کی رسم ادا کی۔

سب سے زیادہ بشاشت کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب نے کہا بخ بخ لک

یا بن ابی طالب لقد اصبحت مولای ومولیٰ کل مومنٍ ومومنۃٍ

ایک خیمہ نصب تھا۔ علی بن ابی طالب وہان تشریف فرما تھے وہان لوگ

آتے تھے اور سلام تہنیت ادا کرتے جاتے تھے اور بحکم حضرت رسول خدا

کہتے جاتے تھے السلام علیک یا امیر المومنین[۲]۔

اس وجہ سے شیعہ کہتے ہین کہ خلیفۂ رسول علی بن ابی طالب ہین۔

اور بنا بر احادیث کثیرہ اور نصوص متعددہ کے جو فرمودۂ رسول ہین گیارہ

جانشین اولاد رسول مین سے بعد علیؑ کے ہین جنکی تصریح خود رسالتمآب نے

بعض احادیث مین فرمادی ہے اور وہ یہ ہین۔

حضرت امام حسنؑ امام دوم۔ حضرت امام حسینؑ امام سوم۔ یہ دونون رسول خدا

کے نواسے اور فاطمہ زہرا کے بیٹے اور علی بن ابی طالب کے فرزند ہین۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام امام چہارم۔ حضرت محمد ابن علی

باقر علوم جناب امام محمد باقر امام پنجم۔ حضرت جعفر بن محمد صادق آل محمد

امام ششم دکثرت تعلیم کی جہت سے آپکی طرف یہ مذہب منسوب ہوکر مذہب جعفری

۱ھ خداوندا جو علی کو دوست رکھے اُسکو تو بھی دوست رکھ اور جو اُنھین دشمن رکھے

اُسے تو بھی دشمن رکھ ۲ھ اے مومنو ... [illegible]

کہا جاتا ہے) حضرت امام موسی بن جعفر ملقب بہ کاظم امام ہفتم۔ حضرت علی ابن موسی ملقب بہ رضا امام ہشتم۔ حضرت محمد بن علی ملقب بہ جواد و تقی امام نہم۔ حضرت علی بن محمد ملقب بہ نقی امام دہم۔ حضرت حسن بن علی ملقب بہ عسکری امام یازدہم۔ حضرت قائم منتظر فرزند امام حسن عسکری ملقب بہ مہدی صاحب الزمان امام دوازدہم۔

یہ سب امام اعدائے دین کے ظلم سے شہید ہوئے۔ نو اماموں کی شہادت زہر ستم سے ہوئی اور جناب علی بن ابیطالب و جناب حسین بن علی علیہم السلام کی شہادت تیغ بیدریغ سے ہوئی۔ بارہوین امام موجود ہین خدا نے بمصلحت انکو پوشیدہ کردیا ہی جب مصلحت خدا ہوگی ظہور فرمائینگے۔

یہ سب امام مثل رسول کے گناہون سے معصوم اور تمام برائیون سے پاک اور بری ہین اور جو دلیل نبی کی عصمت ثابت کرتی ہے اُسی دلیل سے امام کی عصمت ثابت ہی۔

کوئی زمانہ خدا کی حجت سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ نبی ہو یا امام اور ظاہر ہو یا غائب۔

امام کی معرفت ہر شخص پر واجب ہی۔ حدیث مین ہے من[1] مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔

ائمہ طاہرین و اہلبیت طیبین کی ولایت و محبت ہر شخص پر واجب ہے۔

---

[1] یعنی جو شخص اپنے زمانے کے امام کی معرفت بغیر حاصل کیے ہوئے مرجائے تو وہ جاہلیت و کفر کی موت مرے گا۔

آیۂ مودت اسپر شاہد ہی اور ہر شخص کے ایمان کا جزو ہے۔ کوئی عمل اور عبادت بغیر ولایت اہلبیت علیہم السلام قبول نہین اور نجات آخرت بھی اسی اعتقاد پر موقوف ہی پس جو شخص انکی امامت کا قائل نہین وہ ہرگز داخل جنت نہ ہوگا۔

جناب رسول خدا اور یہ حضرات شفیع روز قیامت ہین۔ گناہگار مومنونکی سفارش اور شفاعت کرکے بخشوائین گے اور بروز قیامت انھین کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔

دختر رسول خدا صدیقۂ کبرے سیدہ نساء عالمین جناب فاطمہ زہرا صلوۃ اللہ علیہا بھی شفاعت کرینگی۔ یہ معظمہ بھی تمام گناہون سے معصوم ہین۔ رسول اللہ انکی تعظیم کرتے تھے اور فرماتے تھے جسنے فاطمہ کو ایذا دی اسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ وہ گیارہ معصومونکی والدہ ہین۔

بارہوین امام کی غیبت شیعہ و سُنّی دونون کی حدیثون سے ثابت ہی۔ ۲۵۶ھ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی اُسوقت سے ابتک زندہ ہین۔ کچھ زمانے تک ظاہر رہے پھر خدا نے انھین پوشیدہ کردیا مگر کچھ مخصوص آدمی حاضر خدمت ہوتے رہتے تھے بعد ازان اُنسے بھی مخفی کردیا پہلی غیبت صغرے تھی پھر غیبت کبرے ہوگئی۔

ظہور کا کوئی زمانہ معین نہین بلکہ اسکا علم خدا کے ساتھ مخصوص ہے جب خدا کی مصلحت ہو گی ظہور فرمائین گے۔ زمانۂ غیبت مین اُن حضرت کا فیض

اِسطرح خلق تک پہونچتا ہے جسطرح زیر ابر سے آفتاب کا نور۔ اُنھین کی برکت سے مخلوق کو رزق ملتا ہی اور اُنھین کے وجود کی بدولت زمین و آسمان قائم ہین۔ ظہور کی علامتین احادیث کثیرہ مین وارد ہین بعض علامتین وہ بھی ہین جو بہت قریب ظاہر ہونگی۔ جب ظہور فرمائین گے تو تمام زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی اور ظلم و جور بالکل اُٹھ جائے گا۔ اور اُس زمانے کو زمانہ رجعت کہتے ہین اگر رجعت کا تفصیلی حال لکھا جائے تو اُسکے لیے بہت بڑا دفتر درکار ہے خدا کو قادر مان کر حضرت کی طول عمر مین تعجب کرنا بالکل بے عقلی ہی اسلیے کہ عقل کے نزدیک محال نہین اور حدیث بجاے ایک کے سیکڑون موجود ہین۔ اور ایسے آدمی بھی تاریخ سے ثابت ہین جنکی عمرین طولانی ہوئین اور بعضونکا ابتک موجود ہونا حدیث سے ثابت ہی مثلاً حضرت عیسی اور حضرت الیاس و حضرت خضر بلکہ شیطان کا وجود ثابت ہی لہذا انکار کرنا محض تعصب و نادانی ہے بعض اہلسنت اِسی وجہ سے کہتے ہین کہ آخر زمانے مین حضرت کی ولادت ہو گی حالانکہ اسپر کوئی معقول دلیل اُنکے پاس نہین ہے بعض الفاظ سے شاید اُنکو دھوکا ہوا ہے۔

اِسی طرح بعض حضرات آپکو حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد مین سمجھتے ہین اور اسمین بھی دھوکا ہوا ہے اِسلیے کہ آپکے والد بزرگوار کا نام امام حسن عسکری ہی جسکو اُنھون نے بظاہر حسن بن علی خیال کر لیا ہے۔

زمانۂ ظہور کے حالات نہایت دلچسپ ہین اور مومنین کی روحون کو تازہ کر دیتے ہین مگر چونکہ یہ مختصر رسالہ ہے لہذا اُسکا ذکر یہان ترک کیا جاتا ہے۔

غرضکہ یہی حضرات اہلبیت رسول ہین یہی عترت ہین یہی [illegible]
ذوی القربےٰ ہین - یہی وہ بزرگوار ہین جنکا نور اور رسول خدا کا نور ایک ہے
اور ایک نور سے سب کی خلقت ہوئی - یہی آیۂ تطہیر مین مراد ہین اور یہی
وارث رسول ہین - یہی حدیث سفینہ مین مقصود ہین - یہی ہین جن کا
حکم حکمِ رسول اور نہی نہیِ رسول اور جنکی محبت محبتِ رسول اور عداوت عداوت
رسول اور جنکی اطاعت اطاعتِ رسول اور مخالفت مخالفتِ رسول ہے
حدیث ثقلین مین بھی یہی مراد ہین - لہٰذا ہر شخص کو لازم ہے کہ اُنکا دامن ہاتھ
سے نہ چھوڑے اُنکی پوری پوری اطاعت کرے - ہر قول ہر فعل مین وہی
کرے جو انکا قول و فعل ہے - جو انکا تابع ہو اُسکا ساتھ دے اور جو اُنکے
خلاف ہو خواہ صحابی ہو یا تابعی اُس سے برائت کرے اور الگ رہے
جو لوگ اِنکے فضائل کا سننا گوارا نہ کرین اُنکے اقوال چھوڑکر اورون کے
اقوال پر عمل کرین - اِنکے دشمنون اور انپر ظلم کرنے والون کو اپنا مقتدا جانین
اور پھر کہین کہ ہم اہلبیت کے دوست اور مطیع ہین اُنکا دعویٰ قابل تسلیم
نہین ہو سکتا -

جن لوگون کو اِن حضرات کے نام تک نہ معلوم ہون - اور ورون کے مقابلے مین
اِن حضرات کا ذکر تک نہ پسند کرتے ہون وہ کسطرح دوست سمجھے جاسکتے ہین؟
دنیا مین سواے شیعہ امامیہ کے کوئی گروہ ایسا نہین ہے جو اپنی نماز اپنے روزہ
مین اپنے حج و عمرے مین اپنے قیام و قعود مین اپنی زندگی اور صحت و مرض مین
اپنے معاملات مین اپنے امور دین مین اپنے امور دنیا مین وہی کرنا چاہتے ہین

جو آل رسول کی سیرت تھی۔ اُنھین کی حدیثون سے تمسک کرتے ہین اور اُنھین کے ذریعہ سے رسول خدا تک پہونچتے ہین اور اُنھین کے اقوال و احادیث سے انکی کتابین مملو ہین۔ اُنکی خوشی مین خوش ہین اُنکے غم مین غمگین۔ اِن حضرات کے ایّام ولادت کو عید قرار دیتے ہین۔ ایّام وفات کو ایّام عزا و مصیبت سمجھتے ہین۔ غلام اور فرمانبردار ہونے کا عمل سے ثبوت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ خدا بھی اِسی مین خوش ہی اور رسول بھی ولایت اہلبیت کو ایمان کا رُکن اعظم سمجھتے ہین جسطرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ "اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے۔ نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج اور ولایت اہلبیت اور ولایت کے برابر کسی کی تاکید نہین مگر لوگون نے چار چیزون کو تو اخذ کر لیا اور ولایت کو چھوڑ دیا" اور ایک حدیث مین فرمایا ہے کہ "آگاہ ہو اگر کوئی شخص قائم اللیل اور صائم النہار ہو اور اپنا تمام مال صدقہ دے اور تمام عمر حج بجا لائے اور ولی خدا کی ولایت کی معرفت اُسکو نہ ہو اور تولا نہ رکھتا ہو کہ اُسکے تمام اعمال اُس ولی خدا کی ہدایت و دلالت کے مطابق ہون تو اُسکا خدا پر کوئی حق نہ ہوگا اور نہ وہ اہل ایمان مین شمار کیا جائے گا۔

تتمہ۔ اہلبیت رسول خدا سے تولا رکھنا اور اُنکے دشمنون سے تبرّا کرنا ہر مومن پر لازم ہے۔

تولّا سے مراد اطاعت اور پیروی اور محبت و ارادت ہے اور تبرّا سے مراد بیزاری اور نفرت اور دست کشی اور مخالفت ہین۔

خدا اور رسول و امام کے دشمنون پر لعنت کرنا عام طور پر یا کسی خاص مین اُسکا نام لیکر سب جائز ہے - قرآن مجید مین خدا نے خود بھی جا بجا لعنت فرمائی ہے اور لعنت کرنے والون کا مقام تعریف مین اپنے ذکر کے ساتھ ذکر بھی کیا ہے اور فرمایا ہی یلعنہم اللہ و یلعنہم اللاعنون یعنی اُنپر خدا بھی لعنت کرتا ہی اور لعنت کرنیوالے بھی لعنت کرتے ہین -

لہذا ہر نو مسلم شخص پر واجب ہی کہ وہ اِس بات کا فیصلہ کرے کہ خدا و رسول کا مقرر کیا ہوا خلیفہ اطاعت و پیروی کے لائق ہی یا اُمت کا بنا یا ہوا - اور غور کرے کہ فریقین کی کتابون مین حضرت ابو بکر کے فضائل خدا و رسول کی زبانی کسقدر اور کس حد تک ہین اور حضرت امیر کے کس حد تک ہین اور رسول کے علمی و اخلاقی کمالات اور نفسانی و باطنی فضائل باعتراف علماے اسلام کس مین پائے جاتے ہین اور کس مین نہین -

اور حدیث بنی سقیفہ اور دفن رسول کی حکایت دیکھکر اس بات کا اندازہ بھی ضرور ہے کہ نبی کی عظمت کسکے دل مین زیادہ تھی اور یہین سے روحانیت کا فیصلہ بھی واضح ہو جاے گا - اور اِسی کے ساتھ اہلبیت رسول کے مراتب و منازل پر بھی نظر ڈالے تو اُمید ہی کہ حق و باطل کا فرق ضرور ظاہر ہو جائے گا -

جناب علی بن ابیطالب کے فضائل مین ابن عباس نے حضرت رسول خدا ص سے روایت کی ہی کہ "جنت مین کوئی داخل نہو گا جبتک علی مرتضیٰ کی دی ہوئی سند داخلہ اُسکے پاس نہو"

نیز فرمایا "جو علی کا دوست ہی میرا دوست ہے جو علی کا دشمن ہی میرا دشمن ہے"۔
نیز فرمایا "اگر تمام خلق علی کی محبت پر متفق ہو جاتی تو خدا جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا"
علی کوثر کے ساقی ہین۔ علی رسول کے علم بردار ہین۔ علی شہر علم رسول کے دروازہ ہین۔ علی صراط کے حاکم ہین۔ علی قسیم جنت و نار ہین۔ علی و نبی ایک نور سے ہین۔ علی و نبی ایک درخت سے ہین۔ علی نفس نبی ہین۔

عدل کا بیان

حقیقی اسلام نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہی کہ چونکہ خالق عالم کی ذات کا تمام برائیون سے پاک و منزّہ ہونا ضروری ہے لہذا لازم ہی کہ اسکے افعال بھی تمام عیبون سے پاک ہون۔ کیونکہ اگر اسکے افعال مین کوئی عیب فرض کیا جائیگا تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یا وہ عیب اسنے خود گوارا کر لیا ہے یا اسکے دفع کرنے پر اسکو قدرت نہین ہی۔ پہلی صورت مین اسکی ذات صفاتِ کمال کی جامع نہو گی اور دوسری صورت مین اسکا عاجز ہونا لازم آئیگا۔ اسی وجہ سے شیعہ خدا کو عادل مانتے ہین اور عدل خدا کے اعتقاد کو اصول مذہب مین داخل جانتے ہین جسکا مطلب یہ ہی کہ کوئی نیک کام اس سے ترک نہین ہوتا اور کوئی برا کام وہ اختیار نہین کرتا یعنی اسکے افعال بھی مثل ذات کے ہر نقص و عیب سے بری ہین۔ اور وہ کسی پر ظلم نہین کرتا۔ جو وعدہ کرتا ہی اسے پورا کرتا ہی۔ نیکون کو ثواب دیتا ہی۔ گناہگارون پر عقاب کرتا ہی یا اپنے تفضل و کرم سے اگر قابل عفو ہو عفو کرتا ہے۔

مسئلۂ عدل اگرچہ بظاہر ایک مسئلہ معلوم ہوتا ہے لیکن اُسکے ضمن مین چونکہ بہت سے اختلافی مسئلے داخل ہین اسلیے مسئلۂ عدل عظیم الشان مسئلہ ہوگیا ہے۔

پہلا اختلاف حسن و قبح عقلی کا ہے۔ اشاعرۂ اہلسنت کہتے ہین کہ کسی کام اور کسی چیز مین کوئی ذاتی اچھائی یا بُرائی نہین۔ جھوٹ۔ سچ۔ عدل ظلم۔ وفا۔ بیوفائی۔ نکاح۔ زنا عقل کے نزدیک سب برابر ہین۔ عقل کے نزدیک خدا کے لیے سجدہ کرنا اور شیطان کیلیے سجدہ کرنا یکسان ہی اور باہم کوئی فرق نہین۔ ہان خدا نے جسکا حکم دیدیا وہ اچھا سمجھا جائیگا اور جس کو منع کر دیا ہے وہ بُرا سمجھا جاے گا۔

شیعہ کہتے ہین کہ اشیاء مین شریعت سے قطع نظر کر کے ذاتی اچھائی بُرائی بھی ہوتی ہے اور جو درحقیقت اچھا کام ہے اُسی کا حکم خدا کرتا ہے اور جو ذاتی طور پر بُرا ہے اُسی کو منع کرتا ہے۔ کسی جگہ عقل اُس اچھائی یا بُرائی کو سمجھ لیتی ہی اور کبھی عقل کی رسائی اُس تک نہین ہوتی مگر اتنا ضرور حکم کرتی ہی کہ اسمین کوئی اچھائی یا بُرائی ضرور ہے۔

پہلی صورت کی مثال کے لیے صدق و کذب اور عدل و ظلم کافی ہی۔ دیکھیے دنیا مین ہر ذی عقل صاحب ہوش خواہ وہ پابند مذہب ہو یا نہو جھوٹ کو بالذات کبھی اچھا نہ کہے گا اور سچ کو بالذات کسی حال مین بُرا نہ کہے گا۔

علاوہ اِسکے اگر حسن و قبح کا مدار فقط حکم شرع پر ہو تو ہم دریافت کرینگے کہ شرع کا اچھا ہونا اور اُسکی مخالفت کا بُرا ہونا کسطرح ثابت ہوگا اگر اسکو بھی شرع سے ہی ثابت کیا جائے تو دور لازم آئے گا۔

اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے کہ خدا صدق کو حرام اور کذب کو واجب کردے یا محال کام کی تکلیف دے یا مرجوح چیز کو ترجیح دیدے۔ کسی جھوٹے شخص کو نبی بناکر بھیجدے اسلیے کہ کسی چیز مین ذاتی بُرائی تو وہ تسلیم ہی نہین کرتے۔

دوسرا اختلاف۔ شیعہ قائل ہین کہ خدا جو کام کرتا ہے اُسکی کوئی غرض صحیح ضرور ہوتی ہے اور اُسکا کوئی کام عبث و فضول و بیکار بغیر کسی حکمت کے نہین ہوتا۔ اُسنے زمین و آسمان۔ چاند سورج۔ دریا صحرا۔ چرند۔ پرند نباتات۔ حیوانات۔ طرح طرح کی دوائین۔ قسم قسم کے جواہر و سنگ رنگ برنگ کے پھول بوٹے۔ جو کچھ پیدا کیا ہے وہ کسی نہ کسی غرض کے لیے ہے اور اسمین کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔ اُسنے چونٹی اور مچھر کو بھی بیکار نہین پیدا کیا اور کوئی کام بھی بغیر کسی نتیجہ اور غایت کے نہین کیا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خدا کے کامون کے لیے کوئی غرض و غایت نہین ہوتی اگرچہ انجام مین کوئی نہ کوئی مصلحت نکل آئے۔ اِن لوگون کے نزدیک نہ انبیا کے بھیجنے مین خدا نے کسی غرض کو ملحوظ فرمایا ہے نہ کتابون کے نازل کرنے مین نہ فرشتون کے بھیجنے مین گویا خدا کے کام کو ایک سفیہ کے کام کے مثل جانتے ہین۔

تیسرا اختلاف شیعہ قائل ہین کہ بندے جو کام کرتے ہین وہ اپنی قدرت اور اپنے ارادے اور اختیار سے کرتے ہین اچھا کام بھی وہ خود ہی کرتے ہین اور بُرا کام بھی خداوند عالم کو بندون کے افعال مین کچھ دخل نہین البتہ بندون مین جو قدرت و اختیار ہے وہ سب خدا کا دیا ہوا ہے۔ پس بندہ جو کچھ کرتا ہے وہ اُس قدرت سے خود کرتا ہے

جو خدا کی دی ہوئی آئین موجود ہے۔

اشاعرۂ اہل سنت کہتے ہین کہ بندہ جو کام کرتا ہے اُسکا فاعل مستقل وہ خود نہین ہے بلکہ اُسکے افعال کا خالق خدا ہے۔ پس ایمان یا کفر۔ خیر یا شر۔ نماز روزہ ادا کرنا۔ بندون کو فائدہ پہونچانا۔ یا چوری اور زنا کرنا۔ بدکاری کرنا اِن مین سے کوئی فعل بندے کا نہین ہے بلکہ خدا نے اُنہین پیدا کر دیے ہین اور اُنسے صادر کرا دیے ہین بندون کے اختیار مین کچھ نہین بلکہ وہ بالکل مجبور رہین۔ اِس قول کے بموجب امر و نہی۔ نبی اور قرآن اور جملہ احکام شرع سب بیکار ٹھہرتے ہین اور جزا و سزا اور تعریف و مذمت اور بہشت و دوزخ کا استحقاق سب باطل قرار پاتا ہے۔

ذرا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آدمی کے کام دو قسم کے ہوتے ہین ایک ایسے جسطرح کوٹھے سے اُتر کر آنا۔ دوسرے ایسے جسطرح کوٹھے سے نیچے گر پڑنا یا مثلاً ہاتھ کو لکھنے یا کسی کام کرنے کے وقت حرکت دینا۔ دوسرے ہاتھ مین رعشہ پیدا ہو جانا۔ پس جو شخص دونون قسمون مین فرق نہ کرے اور جو دونو کو یکسان سمجھے وہ دیوانہ سمجھا جائیگا اور عقلا تو یہی کہین گے کہ پہلی قسم کے کام اختیاری ہین اور بندہ اُنکو خود کرتا ہے اور دوسری قسم کے کام اضطراری ہین جو بغیر اُسکے کیے ہوئے وقوع مین آتے ہین اور وہ خود اُنمین مجبور ہے۔ پھر دونون قسم کے کامون مین اُسکو مجبور سمجھنا بدیہیات کا انکار ہے۔ دیکھو بندہ ایک پاؤن بحالت قیام اُٹھا سکتا ہے اور اگر دونون پاؤن اُٹھا لینا چاہے تو اسمین مجبور ہے۔

خدا کا امر و نہی اور ثواب و عقاب پہلی قسم کے کامون سے متعلق ہے اگر بندہ اُنمین بھی مجبور رہوتا تو خدا کی طرف سے اُنکے کرنے کا حکم ظلم ہوتا اور خدا کی شان ظلم سے بری ہی۔

۴ **چوتھا اختلاف** شیعہ معتقد ہین کہ **لطف** خدا پر واجب ہی۔ اہلسنت انکار کرتے ہین اور لطف سے مراد وہ فعل ہی جو بندے کو طاعت سے اور اُسکے بجالانے سے قریب کردے اور گناہ سے دور کردے یا ترک گناہ مین آسانی پیدا کردے۔

اور واجب سے مراد یہ ہے کہ اُسکا بجالانا موافق مصلحت لازم و ضروری ہے اور اسکا ترک قبیح ہے پس خدا پر بندون کے ساتھ ایسے کام کرنا جنسے فرمانبرداری مین آسانی ہو اور جو اُنھین اِس باب مین فقط مدد پہونچائین مجبور نہ کردین واجب ہی اِسی وجہ سے اگر اُسکے شرائط موجود ہون انبیا کا بھیجنا اماموں کا مقرر کرنا۔ ثواب کا وعدہ کرنا۔ عقاب سے ڈرانا خدا پر واجب ہی مثلاً کوئی بادشاہ باغ لگانے کا حکم ایک سپاہی کو ایسی جگہ دے جہان نہ کنوان ہو نہ زیادہ آبادی پس بادشاہ پر لازم ہوگا کہ وہان کنوان بنوادے اور کام کرنے والے بھیجدے یا اسکا سامان عطا کرے جس سے باغ لگانے مین اُس سپاہی کو آسانی ہو اور آمادہ ہو جاے اگر بادشاہ ایسا نہ کرے تو اپنے مقصود کا خود بگاڑنے والا ہوگا۔ لیکن اشاعرہ اسکا انکار کرتے ہین اور لطف کو خدا پر واجب نہین جانتے۔

۵ **پانچوان اختلاف** ۔شیعہ قائل ہین کہ خدا کا اپنے بندون کو کامون کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینا لازم ہے اور وہ امر حسن ہی اور اسکو تکلیف کہتے ہین اور اُسکے ضروری ہونے پر دلیل یہ ہی کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ خدا بعض کامون سے

راضی اور بعض سے ناراض ہوتا ہے بعض باتین اُسکو پسند اور بعض ناپسند ہین اور جبتک وہ خود نہ فرمائے بندون کو اُسکا علم نہین ہوسکتا لہذا اپنی رضامندی اور ناراضی کا اظہار کرنا اور احکام کا صادر فرمانا اور بندونکو مکلف کرنا لازم ہوا اہلسنت تکلیف کو قبیح جانتے ہین اور خدا پر کسی چیز کا واجب و لازم ہونا تسلیم نہین کرتے حالانکہ تکلیف نہ دینے مین خدا کی ذات پر قبح لازم آتا ہی اسلیے کہ بندون مین خدا نے شہوت اور غضب کی قوت خلق فرمائی ہے اور تمام چیزون کی خوبی اور بدی پر پوری اطلاع اُنھین نہین ہی پس وہ خود اگر بُری چیز کی بُرائی اور اچھی چیز کی اچھائی نہ بتائے اور بُرائی سے بچنے اور نیکی کے بجالانے کا حکم نہ دے تو وہ خود اسکو بُرائی مین ڈالنے والا ہوجائیگا اور یہ بات عقل کے نزدیک قبیح ہے۔

مگر خدا اپنے بندون کو ناممکن کام کا حکم نہین فرماتا اور جو بات ہو نہ سکتی ہو اور محال ہو اُسکی تکلیف نہین دیتا۔ دوسرا فرقہ اِسکے بھی جائز ہونے کا قائل ہی۔

چھٹا اختلاف۔ شیعون کا اعتقاد ہی کہ خدا کوئی ایسا کام جسمین کسی طرح کی واقعی بُرائی (عقلی قبح) ہے نہین کرتا اور کسی واجبی اور ضروری کام کو نہین چھوڑتا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خدا جو چاہے کرسکتا ہے یعنی بُرا کام بھی کرسکتا ہے اور جو کچھ وہ کرے وہی اچھا ہے۔

اس مقام پر اور بھی چند اختلاف بطور فہرست پیش کیے جاتے ہین جو غور سے ملاحظہ کرنیکے لائق ہین۔

شیعہ اور سنی کے اختلافاتِ مہمّہ علاوہ اختلافاتِ مذکورہ کے

اہلسنت کا عقیدہ	اہل تشیع کا عقیدہ
۱- خدا کا کلام قرآن ہو یا غیر قرآن قدیم ہی اور بعض قرآن کی جلد اور غلاف کو بھی قدیم جانتے ہین اور کہتے ہین کلام خدا نہ امر ہے نہ نہی نہ خبر ہے نہ انشا نہ حرف ہی نہ آواز بلکہ حرفون مین جو ادا ہوا ہی اُسکے مطلب کا نام کلام ہی جسے وہ حضرات کلام نفسی کہتے ہین -	۱- کلام خدا حروف اور الفاظ کا مجموعہ ہے کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے جس چیز مین چاہتا ہے خلق فرماتا ہی اور خدا کا کلام حادث ہے اور قرآن حروف و الفاظ کے مجموعے کا نام ہے جو عالم مین موجود ہے اور جس کی ابتدا بسم اللہ سے ہی اور ختم سورۂ ناس پر ہے
۲- خدا کی صفتین اُسکی ذات کے مغائر ہین جو ذات مین قائم ہوئی ہین -	۲- صفاتِ خدا عین ذات الٰہی ہین -
۳- خدا کا دیدار حق ہی بندون کی آنکھین خدا کو دیکھ سکتی ہین اور بروز قیامت مومنین اُسکی زیارت اور دیدار کا شرف حاصل کرین گے -	۳- خدا کسیکے دیکھنے مین نہین آسکتا اور اُسکا دیکھنا محال ہے اور جن اشیا کو کوئی آنکھ دیکھ سکتی ہی خدا اُن سب سے بالاتر اور منزّہ ہے - اُسکو نہ دنیا مین کوئی دیکھ سکتا ہے نہ آخرت مین -
۴- گناہگار شخص نبی ہو سکتا ہی اور وہ سہواً گناہ بالاتفاق ہمیشہ کرسکتا ہے -	۴- نبی اول عمر سے آخر عمر تک ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہوتا ہے نہ صغیرہ گناہ

اہلسنت کا عقیدہ	اہل تشیع کا عقیدہ
اشاعرہ کہتے ہین کہ بعثت سے پہلے صغیرہ کبیرہ عمداً سہواً ہر قسم کا گناہ کرسکتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ علاوہ معجزات کے اور باتون مین گناہگار ہونا مضائقہ نہین۔	اُس سے صادر ہوتا ہے نہ کبیرہ۔ نہ عمداً نہ سہواً۔ نہ بعثت سے پہلے نہ بعثت کے بعد۔
جناب رسالتمآب کے والد حضرت عبداللہ اور دادا عبدالمطلب کو کافر جانتے ہین اور حضرت کے اور بھی اکثر اجداد کے کفر کا اعتقاد رکھتے ہین۔	حضرت کے ماں باپ اور کل آباو اجداد مومن اور موحد تھے۔ حضرت کی کسی پشت مین کوئی کافر نہین ہوا۔
نبی کے بعد خلیفہ کی عقلاً کوئی ضرورت نہین ہے۔	نبی کے بعد عقلاً امام اور خلیفہ کا ہونا جو حافظ شریعت ہو واجب ہی۔ اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی۔
نبی کے بعد خلیفہ مقرر کرلینا امت کا کام ہے خدا کے مقرر کیے ہوئے خلیفہ مین فساد کا اندیشہ خیال کرتے ہین۔	رسول کا خلیفہ مقرر کرنا خدا کا کام ہے اور خدا پر واجب ہی کہ وہ خود رسول کا خلیفہ مقرر فرمائے اور جسکو اس منصب کے لائق سمجھے اُسکو منتخب کرے اور لازم ہے کہ وہ خلیفہ خدا اور رسول دونونکی طرف سے منصوص ہو۔

اہل سنت کا عقیدہ	اہل شیع کا عقیدہ
امام اور خلیفۂ رسول گنا ہگار بھی ہو سکتا ہی۔ فاسق اور ظالم ہونے سے منصب خلافت کی قابلیت نہین جا سکتی۔	امام اور خلیفہ اُسیطرح معصوم ہونا چاہیے جسطرح نبی معصوم ہوتا ہے فاسق اور ظالم ہرگز خلیفہ نہین ہو سکتا۔
اِس اُمت مین کوئی معصوم نہین فقط رسول خدا بعض گنا ہون سے بعض اوقات مین معصوم ہین۔	اِس اُمت مین چودہ[۱۴] معصوم ہین ایک رسول خدا اور بارہ امام اور ایک رسول خدا کی صاحبزادی جناب فاطمہ زہرا صلوۃ اللہ علیہا۔
خلیفۂ رسول مجتہد ہوتا ہے۔	اجتہاد علما کا مرتبہ ہی۔ امام اور خلیفہ کا علم خدا کا دیا ہوا اور علم لدنّی ہوتا ہی اجتہاد سے اُنکی شان ارفع ہے۔
امام اور خلیفہ اپنی رعیت سے پست مرتبہ ہو سکتا ہی اور علم و کمال اور مرتبہ و عزّت مین اُمت اُس سے زیادہ ہو سکتی ہے۔	امام بالضرور ایسا ہونا چاہیے جو مثل نبی کے تمام اُمت سے تمام فضائل و کمالات مین افضل و اشرف ہو۔
جو شخص کافر رہ چکا ہو وہ منصب خلافت پا سکتا ہے۔	ایسا شخص ہرگز خلافت کے لائق نہین ہے۔
حضرت علی کے والد ابو طالب مسلمان نہ تھے۔	حضرت ابو طالب مسلمان اور مومن تھے اور رسول خدا کے حامی و ناصر تھے۔

اِن امور کے ملاحظے کے بعد ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اسلامی فرقوں مین کون سا فرقہ ازروے عقل راہ مستقیم پر ہے اور کون سی راہ اختیار کرنے کے لائق ہے۔ اِس سے زیادہ بیان کی ضرورت اس مقام پر نہین ہے جسکو ضرورت ہو کتب مبسوطہ کیطرف رجوع کرے۔

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ توحید اور نبوت اور معاد کے صحیح اعتقاد سے انسان مسلم کہا جاتا ہے اور جب اِسکے ساتھ عدل اور امامت کا اقرار رکھتا ہو تو اُسوقت مومن کہا جائے گا۔

اسلام کے لیے علاوہ اعتقادات مذکورہ کے ضروریات اسلام کا اقرار بھی لازم ہے جنکا انکار باعث کفر ہو جاتا ہے منجملہ ضروریات اسلام نماز پنجگانہ کا وجوب ہی۔ غسل جنابت وحیض و نفاس کا وجوب ہی۔ نماز میت اور دفن وغسل کا وجوب ہی۔ زکوٰۃ اور روزہ ماہ رمضان کا وجوب ہی۔ حج بیت اللہ کا وجوب ہے۔ زنا و لواطہ اور شراب خواری کی حرمت ہی۔ کلب و خنزیر کے گوشت کی حرمت ہی۔ ظلم کی حرمت ہی اور قتل مومن بظلم کی حرمت ہی۔ بیٹی۔ مان۔ بہن۔ بھانجی۔ بھتیجی۔ خالہ۔ پھوپی کے ساتھ نکاح کی حرمت ہی۔ عقوق والدین کی حرمت ہی۔ ائمہ معصومین کی محبت و تعظیم ہے۔ معراج جسمانی کا اقرار ہے۔ الی غیر ذلک۔

اِسی طرح مومن ہونے کے لیے ضروریات مذہب کا اقرار ضروری ہے جنکے انکار سے تشیع سے خروج ہو جاتا ہے منجملہ اُنکے بارہ اماموں کی امامت کا اقرار۔ اُن کے اعلم و افضل ہونے کا اقرار۔ اُنکی اطاعت واجب ہونے کا

اقرار ہے ۔ متعہ کی سنت کا اعتقاد اور متعہ حج کا اعتقاد ہے ۔

دشمنان اہلبیت سے بیزاری ہے ۔ قاتلان امام حسین علیہ السلام اور جس جس نے ائمہ معصومین مین سے کسی سے جنگ کی اُس سے بیزاری ہے ۔ اذان مین "حیّ علے خیر العمل" کہنا ہے ۔ ائمہ کی عصمت کا اعتقاد ہے اور نبی و امام کے لیے اجتہاد جائز نہ ہونے کا اعتقاد ہے ۔ اِس بنا پر کہ علم اُنکا خداداد ہوتا ہے الے غیر ذلک ۔

چند باتین اسلام کا عقیدہ نہ ہونے سے تعلق رکھتی ہین اور چند باتین ایمان کا اعتقاد نہ ہونے سے ۔

اسلام کے اصُول کا اعتقاد نہ ہونے سے انسان نجس ہے[۱] دوسرے[۲] مسلمان سے اُسکا عقد صحیح نہین ۔ تیسرے[۳] مسلمان کی میراث اُسکو نہ ملیگی چوتھے[۴] مسلمان غلام وکنیز اُسکی مِلک مین نہ آسکے گا ۔ پانچوین[۵] اُس کا غسل وکفن ۔ نماز میّت واجب نہ ہوگی ۔ چھٹے[۶] اُسکے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا ۔ ساتوین[۷] حیوان کے جسم کا کوئی جزو جو اُسکے ہاتھ مین مجہول الحال ہو میتہ ہوگا ۔ اور ایمان کے اصُول کا اعتقاد نہونے سے کوئی عبادت صحیح نہ ہوگی ۔ خمس و زکواۃ و فطرہ وغیرہ کا دینا اُسکو جائز نہوگا ۔ الے غیر ذلک ۔

اصُول دین مین تقلید نہین ہے ہر شخص پر واجب ہی کہ دلیل کے ساتھ اصُول دین کا اعتقاد حاصل کرے اور اس قدر کافی ہے کہ دلکو اطمینان حاصل ہوجائے اور ایسی حالت بروقت بلوغ اُس مین موجود ہونا چاہیے

تتمہ۔ ارتداد کے بیان مین

اعتقادات اُصول اسلام اور ضروریات اسلام کا زبان سے انکار کردینا یا دل مین اُسکے خلاف اعتقاد کرلینا یا جو چیزین شرعاً قابلِ احترام ہین اُنکی توہین و تحقیر کرنا۔ یہ امور باعثِ ارتداد ہین یعنے ایسا کرنے والا اِسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

مرتد کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جو کفر کے بعد اسلام لایا تھا اور مسلمان ہوجانے کے بعد اُسنے ایسا عمل کیا تو یہ مرتد ملی ہوگا۔ اسکا حکم یہ ہے کہ توبہ کی اُس سے خواہش کیجائے گی اور اگر وہ تین دن مین توبہ کرے گا تو یہ اُسکی قبول ہوگی ورنہ قتل کردیا جائے گا۔ دوسرے عقد اُسکا ٹوٹ جائے گا لیکن اگر عدّے کے زمانے مین توبہ کرے گا تو پھر وہی زوجہ بغیر عقد جدید کے اُسکی زوجہ ہوجائے گی۔ تیسرے اُسکا مال اُسکے تصرف سے نکال لیا جائے گا اور مصارف ضروریہ تازندگی دیے جائین گے باقی ماندہ مسلمان وارثون کو ملجائے گا۔ اور اگر توبہ کرے گا تو اُسکا مال پھر اُسیکو دیدیا جائیگا۔

دوسرا وہ شخص ہے جو اصل مین مسلمان تھا اور اپنی بدبختی سے کافر ہوگیا اُسکو مرتد فطری کہتے ہین۔ مرتد فطری کے احکام یہ ہین۔ جسم اُسکا نجس ہوجائیگا مثل اور کافرون کے۔ زوجہ اُسکی اُسپر حرام ہوجائے گی اور عدۂ وفات رکھکر دوسرا عقد کرسکے گی۔ تیسرے اُسکو امام یا نائب امام قتل کردے گا

یا کافرہ کسی سے صحیح نہ ہوگا - پانچوین وہ اپنی صغیر اولاد کا ولی نہ رہیگا اسکا ذبیحہ میّت ہوگا - غسل و نماز اُسپر جائز نہ ہوگی - اور مسلمان کے قبرستان مین دفن جائز نہ ہوگا - اگر توبہ کرے تو اُسکی توبہ قبول نہ ہوگی - لیکن انشاءاللہ اگر بصدق دل توبہ خالص کرے گا تو آخرت کے لیے ضرور قبول ہوجائیگی اور دنیامین بھی اتنا فائدہ ہوگا کہ اگر قتل سے محفوظ رہ گیا تو جسم اُسکا پاک ہوجائے گا اور زوجہ سے دوبارہ جدید عقد کرسکے گا اور مسلمانون کے احکام اُسپر جاری ہوجائین گے لیکن مال مسترد نہ ہوگا - ہان ورثہ اگر خود دیدین تو اختیار ہے -

خداوند عالم تمام مسلمانون کو ارتداد سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ ایمان پر ثابت قدم رکھے - واللہ ولی التوفیق -

باسمہٖ سبحانہٗ

یہ رسالہ نہایت عمدہ اور خوشنما طریقے سے سلیس عبارت مین لکھا گیا ہے۔ عقائدِ حقّہ کے ساتھ مطالب مفیدہ اور مضامینِ سدیدہ پر مشتمل ہے اور تمامہا حقیر کی نظر سے گذرا ہی۔ مومنین کو چاہیے کہ اِسے مطالعہ کرین اور اسکے مطالب سے مستفید ہون فقط

نجم الحسن عفی عنہ بقلمہ

مندرجۂ ذیل کتب مطبع نور المطابع لکھنؤ سے ملین گی ۔

منابر الاسلام مصنفۂ حجۃ الاسلام مولانا المفتی السید محمد عباس صاحب قبلہ طاب ثراہ قیمت ہر دو جلد عہ؍

شمع المجالس مصنفۂ مولانائے موصوف ۴؍

تعلیقۂ انیقہ - حاشیۂ شرح لمعہ " ۵؍

ید بیضا - مصنفۂ " ۴؍

حاشیہ حمد اللہ از عبد الحق خیر آبادی قیمت ۸؍

شرح مواقف بحاشیہ مولوی فضل حق رامپوری عہ؍

جواہر غالیہ ۱۲؍

زبدۃ الاصول ۴؍

دیوان حضرت امیر المومنینؑ ۷؍

اطباق الذہب ۸؍

منار الہدےٰ ہے؍

فقہ مجلسی علیہ الرحمہ ۴عہ؍

الکاظم یعنی سوانح عمری امام ہفتمؑ جسمین حضرت کے مبارک حالات - آپکے علوم - اعجاز اور کرامتین علم مغیبات - آپکی زبان دانی اور علم منطق الطیر - آپکے پر اثر حرز اور مستجاب دعائین وغیرہ وغیرہ نہایت تفصیل سے درج ہین - قیمت ۸عہ؍ مجلد ۸عہ؍

آیات جلی فی شان مولانا علیؑ

اسمین سات سو آیات قرآنی فضائل حضرت امیر المومنینؑ مین منتخب کرکے یکجا جمع کیگئی ہین - کوئی شیعہ گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے حجم ۵۶۴ صفحہ - رعایتی قیمت ۸عہ؍

جواہر المصائب حالات مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا مین نہایت صحیح و مستند روایات کا مجموعہ ہی اور حضرات علمائے کرام کی توثیقات سے مزین ہی قیمت ۴؍۰

سید نور الحسن مالک مطبع نور المطابع - وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ع ٩٠١

شريعة الاسلام

٥٢٠